واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور فرقہ بندی نہ کرو

اتحاد کی صورت

ذخیرہ
1850

جس میں

علماء دیوبند کی وہ گستاخانہ وکفریہ عبارات معہ اصل فوٹو کے درج کی گئی ہیں۔ جو تفرقہ کا باعث بنیں۔ اگر ان عبارات کو کتابوں سے حذف کردیا جائے تو اتحاد کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

مرتب

ابوالامام حاجی نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

مکتبہ غوثیہ ۱۔ شمس سٹریٹ ۱۶۔ اسعدی پارک مزنگ لاہور

ہدیہ : ۸/= روپے

Marfat.com

خوشخبری

عوام الناس اہل سنت وجماعت کو یہ سن کر بہت خوشی ہوگی کہ مسلک حقہ کی اشاعت کیلئے
ن میں ایک دینی درسگاہ بنام "جامعہ اسلامیہ غوثیہ" عرصہ سے قائم ہے جس میں ہر سال ۲۰ شعبان المکرم
۲۷ رمضان المعظم تک دورۂ قرآن مجید بالتفسیر ہوتا ہے اور استاذ العلماء والفضلاء شیخ الحدیث و
تفسیر جناب علامہ سید محمد زبیر شاہ صاحب مدظلہ العالی قرآن حکیم کے اسرار و رموز بیان فرماتے ہیں
طرح قرآن حکیم کو ماہ رمضان سے (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ) ایک خاص نسبت
اسی طرح قرآن حکیم کو عترت اہل بیت سے خاص نسبت ہے (اِنِّی تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ
كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي) اگر ان تینوں کا قران دیکھنا ہو تو ماہ رمضان میں دورۂ قرآن مجید میں
شرکت فرما کر دیکھیں۔ یہ نورانی مجلسیں نہایت پر کیف و پر سرور ہوتی ہیں۔ یہاں پر باہر سے
تشریف لائے ہوئے حضرات کیلئے رہائش اور خورد و نوش کا بندوبست جامعہ کی طرف سے ہوتا
ہے اور ستائیسویں کی شب کو جشن دستار فضیلت کی تقریب ہوتی ہے جو عجیب پر کیف سماں
پیدا کرتی ہے شرق ہو تو شمولیت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام۔

یکے از سگانِ غوثِ اعظم فقیر حاجی ثواب الدین عفی اللہ عنہ

گولڑوی۔ لاہوری

اطلاع عام

حضرات! چکوال میں درس نظامی کی معیاری درسگاہ عرصہ سے قائم ہے۔ جہاں سے
سینکڑوں طلباء فارغ التحصیل ہو کر ملک کے کونہ کونہ میں سرگرم عمل ہیں۔ وہاں بی۔ اے
کی تیاری بھی کرائی جاتی ہے۔ آپ حضرات اپنے بچوں کو وہاں داخل کرائیں۔ اور جامعہ ہذا کے
ساتھ ہر قسم کا تعاون فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ناظم جامعہ اسلامیہ غوثیہ تلہ گنگ روڈ، چکوال

Marfat.com

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور فرقہ بندی نہ کرو

اتحاد کی صورت

ذخیرہ

جس میں

علماء دیوبند کی وہ گستاخانہ وکفریہ عبارات معہ اصل فوٹو کے درج کی گئی ہیں۔ جو تفرقہ کا باعث بنیں۔ اگر ان عبارات کو کتابوں سے حذف کر دیا جائے تو اتحاد کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

مرتب

ابو الامام حاجی نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

مکتبہ غوثیہ ۔ ۱۔ شمس سٹریٹ ۱۶۔ اسعدی پارک مزنگ لاہور

ہدیہ : ۸/= روپے

Marfat.com

59819

انتساب

ان عاشقانِ رسول انام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) (علیہم الرحمۃ والرضوان)

کے

نام

جنہوں نے تحفظِ ناموسِ رسالت کی خاطر تن، من، دھن قربان کیا۔

نواب الدین عفی اللہ عنہ
گولڑوی

Marfat.com

نشانِ منزل

محبت کی تصویر کشی نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ اس کا تعلق قلب کی اس خاص کیفیت سے ہے جو نہ تو محسوس کی جا سکتی ہے اور نہ ہی الفاظ سے اس کو بیان کیا جا سکتا ہے البتہ وہی شخص اس کی لذت سے لطف اندوز ہو سکتا ہے جسے اس سے واسطہ پڑا ہو۔ دوسرا شخص صاحبِ محبت کے وجدان کو آخر صورت دے بھی تو کیسے؟ ابھی تک ایسا کوئی آلہ ایجاد نہیں ہوا جو محبت و عشق کی تصویر بنا سکے۔ یہ ممکنات کے دائرہ کار سے باہر کی بات ہے۔ ہر ایک کسی نہ کسی محبت میں منہمک ہے۔ کوئی دنیا کی محبت میں غرق ہے تو کوئی عاقبت کی فکر میں مبتلا، لیکن وہ کتنا خوش نصیب انسان ہے جو نہ صرف اپنی ہی عاقبت کی بہتری کے لئے سرگرداں ہے۔ بلکہ مخلوقِ خدا کی عاقبت بہتر بنانے کے لیے بھی سب کچھ داؤ پر لگائے ہوئے ہے۔ عجیب دردِ دل ہے، اس انسان کا کہ وہ جس کی محبت کا داغ دل پر نقش کئے ہوئے ہے۔ اسی کی طرف ہر ایک کو آنے کی دعوت دے رہا ہے۔ جس سے اسے محبت ہے، عشق ہے، پیار ہے۔

اور پھر اپنے محبوب سے جس کسی کو بھی محبت کرتے دیکھتا ہے اسے اپنا رقیب نہیں حبیب گردانتا ہے، اسے چاہتا ہے اور اس میں اپنے محبوب کے ساتھ زیادہ سے زیادہ محبت دیکھنا پسند کرتا ہے۔ اس لئے کہ رقابت تو دنیاداروں کا شیوہ ہے، اور اسے دنیا اور اہلِ دنیا سے نفرت ہے۔ بس ایک ہی لگن ہے، اسی میں مگن ہے کہ دنیادار کو جو دین کا لبادہ اوڑھ کر محبوب ربِ کریم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم سے مخلوقِ خدا کو برگشتہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں انہیں صراطِ مستقیم دکھائی جائے اور راہ راست پر لایا جائے، فتنہ پردازوں سے بھولے بھالے انسان کو محفوظ رکھا جائے۔ یہ صاحبِ عشق و محبت کون ہے؟ آیئے ذرا اس محبِ مکرّم کے احوالِ زندگی پر اجمالی سی نظر ڈالیے۔ جسے اللہ تعالے نے چشمۂ محبتِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم) سے خوب

Marfat.com

سیراب فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف کے شب و روز اسی مشن کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت کا یہ عالم ہے کہ ایسے تمام فتنوں کا قلع قمع کرنے پر تلے ہوئے ہیں جو انسان کو کوچۂ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے دُور، بہت دُور لیے جا رہے ہیں۔ اور پھر ایک ایک فتنہ کی صرف نشاندہی پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان سے بچاؤ کی تمام تدابیر کو بڑی عمدگی سے واضح کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان فتنوں کی تفصیل اور بچاؤ کے طریقے آئندہ سطور میں درج کئے جا رہے ہیں۔ یہاں اختصار ملحوظِ خاطر ہے۔ کیونکہ آپ کا تعارف پیشِ نظر ہے۔ عین ممکن ہے کہ ایسے محبِّ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (ودامت برکاتہم) کی ذات ستودہ صفات میں لکھے گئے میرے یہ چند جملے، مجھے بھی ویسی ہی محبت سے سرشار کر دیں جس سے موصوف بہرہ ور ہیں۔

یہ ہیں میرے ممدوح جناب مولانا الحاج صوفی نواب الدین صاحب مدظلہٗ گولڑی

راقم السطور مولانا الحاج صوفی نواب الدین صاحب مدظلہٗ سے نہ جانے کتنی بار شرفِ ملاقات سے بہرہ ور ہوا۔ البتہ جب بھی ملاقات و زیارت کا موقع نصیب ہوا، پہلے سے زیادہ محبت محسوس کی، ان کی طرف سے یا اپنی طرف سے یہ معاملہ دو۲ دلوں کا ہے۔ مگر اس محبّت میں ایک بات قدرِ مشترک ہے، الحبُّ للہ ولرسولہ۔

لیکن مجھے یاد آتا ہے کہ پہلی ملاقات ۱۹۶۹ء کو چکوال میں ہوئی جب کہ مجھے حضرت مولٰنا علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہٗ نے جلسہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں تقریر کے لئے مدعو فرمایا۔ گو اس ملاقات کی یاد ممدوح کو بھی ممکن ہے تازہ نہ ہو کیونکہ راقم الحروف اس وقت خود بھی اتنا متعارف نہیں تھا، جتنا کہ اب ہے۔

الحمد للہ! اب تو سلسلۂ تعلقات اس حد تک مستحکم ہے کہ یہ بعد از وصال بھی ختم نہیں ہو سکتا، کیونکہ ہم ایک ہی منزل کے راہی ہیں۔ ہمارا مطمحِ نظر اور نظریہ حیات ایک ہی ہے۔ اور وہ ہے ممدوح ربِ کریم، رسولِ عظیم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت کا

Marfat.com

نقش ۔ اللہ تعالےٰ اس نقش محبت کو دوام بخشے ۔

ممدوحِ اکابر مولانا الحاج صوفی نواب الدین صاحب مدظلہ ابن میاں مولی بخش صاحب بھٹی خاندان کے چشم و چراغ ہیں ۔ نومبر ۱۹۱۸ء کو ضلع قصور کے مشہور شہر چونیاں میں پیدا ہوئے ۔ وہیں سے آپ نے ۱۹۳۷ء میں میٹرک کا امتحان نمایاں کامیابی سے پاس کیا ۔ اور پھر بورڈ آف انڈسٹریز کے تحت اپریل ۱۹۵۴ء میں انجینرنگ کا فرسٹ کلاس امتحان پاس کیا اور اسی سال جون میں اٹک آئل کمپنی سے منسلک ہوئے ۔ اور وہاں ۱۹۸۲ء تک رہے ۔

۱۹۳۹ء میں آپ نے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے عظیم سجادہ نشین مظہر مہر علی محرمِ رازِ خفی و جلی حضرت صاحبزادہ سیّد غلام محی الدین صاحب گیلانی چشتی علیہ الرحمۃ سے روحانی فیوض و برکات کے حصول کے لئے بیعت کا شرف حاصل کیا ۔

دینی تعلیم کے سلسلہ میں آپ نے علامۃ العصر، استاذ العلما حضرت مولنا الحاج پیر سید محمد زبیر شاہ صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت محدث اعظم پاکستان (علیہ الرحمۃ) سے ۱۸ سال تک استفادہ کیا ۔ اس کا سبب یوں ہوا کہ آپ کو ایک مسئلہ کے سلسلہ میں حضرت مولانا علامہ سید پیر محمد زبیر شاہ صاحب کے پاس جانا پڑا ۔ شاہ صاحب نے سوال سنتے ہی بڑی روانگی سے فقہ کی تمام عربی عبارت زبانی پڑھ کر مسئلہ حل فرما دیا ۔ اس پر آپ اتنے متاثر ہوئے کہ اٹھارہ سال تک شاہ صاحب کی خدمت میں استفاضہ کرتے رہے ۔ کیونکہ آپ چکوال ہی میں ملازمت کے سلسلہ میں قیام پذیر تھے ۔ یہاں پر شاہ صاحب کے ہاں نو مرتبہ دورۃ القرآن بالتفسیر پڑھنے کی بھی سعادت پائی ۔

علم تصوف سے بھی آپ کو لگاؤ پیدا ہوا ۔ آپ نے ملاقات کے دوران اس سلسلہ میں بیان فرمایا کہ " مجھے گولڑہ شریف حاضری کی سعادت نصیب تھی وہاں وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے سلسلہ میں حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا ۔ آپ نے حضرت مولوی غلام نبی صاحب المعروف مولوی اتواری کے سپرد کر دیا ۔ آپ کے ارشاد پر مولوی اتواری صاحب سے بات چیت ہوئی تو مرحوم نے بڑی مخصوص باتیں

Marfat.com

بتائیں اور ساتھ ہی کہا کہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ کی نقد النصوص کا مطالعہ ضروری ہے جو میرے پاس موجود ہے۔ اگر شوق ہو تو اتوار کو آجایا کرو۔ میں عرصہ دراز سے ہر اتوار کو گولڑہ شریف حاضری دیتا ہوں۔ میری اسی حاضری پر قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ نے پیار بھرے لہجہ میں مولوی انواری کے نام سے یاد فرمایا، جو میرا لقب بن گیا۔ اب میں اسی نام سے پہچانا جاتا ہوں"۔ اور فرمایا کہ "میں نے نقد النصوص حضرت قبلہ عالم قدس سرہ سے پڑھی تھی"۔ چنانچہ بندہ عرصہ تک ہر اتوار کو گولڑہ شریف حاضری دیتے رہا اور علم تصوف حاصل کرتے رہا"۔

حضرت مولانا الحاج صوفی نواب الدین صاحب چشتی گولڑوی مدظلہ گوناگوں اوصاف کے حامل ہیں۔ دینی گھرانے کے چشم و چراغ ہونے کے باعث دین اسلام کی طرف بچپن سے ہی مائل ہیں۔ آپ کے والدین کی دعاؤں نے آپ کو دونوں علوم و فنون سے نوازا جو ان کی انتہائی خواہش تھی۔ جہاں تک دینی علوم و فنون کا تعلق ہے۔ آپ نے باقاعدہ درس نظامی کی تکمیل تو کجا درس نظامی میں داخلہ تک نہ لیا۔ مگر حیران ہوں کہ آپ کو ان علوم پر عبور حاصل ہوا تو کیسے؟

میرے حاشیۂ خیال میں علم لدنی کا نقشہ آرہا ہے اور اس علم کے مصداق اگر اس زمانہ میں دیکھے جاسکتے ہیں تو بلاشبہ مولانا الحاج صوفی نواب الدین صاحب چشتی گولڑوی مدظلہ ہیں۔ جو بیک وقت عمدہ خطیب، بہترین مقرر، صاحب بصیرت انسان اور قلم و قرطاس کے ماہر، میدانِ مناظرہ کے شاہسوار نیز صاحبِ تصنیف کثیرہ۔ (جن کی فہرست آخر میں دی گئی ہے۔) اس وقت تک آپ کے قلم سے بیس سے زائد کتابیں مارکیٹ میں آچکی ہیں۔ کئی ناقابل تردید اشتہار، پوسٹر اور پمفلٹ شائع ہوچکے ہیں۔ خصوصاً آپ کے قلم کی گہرائی و گیرائی سے کوئی فتنہ بچ نہیں سکا۔ ہر فتنہ کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کو ختم کرنے کے لئے قلم کا مؤثر ترین ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ اہل علم کی دلچسپی ان کتب کی اشاعت کو مزید مؤثر بنا سکتی ہے۔

Marfat.com

ان بیسیوں کتب کے شائع کرنے کے لئے آپ نے کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں فرمایا۔ بلکہ اپنے پراویڈنٹ فنڈ اور گریجوبٹی کا بیشتر حصّہ نشر و اشاعت کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں۔ اور اسی میں اپنی مسرت و خوشی محسوس کرتے ہیں۔ تاہم اگر کوئی صاحبِ درد اور اہلِ دل آپ کی کتب کی اشاعت کے لئے کمربستہ ہو تو بلا کسی مالی منفعت کے اسے اجازت ہے، حقوقِ اشاعت کسی کے نام محفوظ نہیں۔ کیونکہ یہاں بھی وہی مرکزی نقطہ محبّت رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کارفرما ہے۔

اولاد امجاد

الحمدللہ علی عنہ وکرمہ ! مولانا الحاج صوفی نواب الدین صاحب چشتی مدظلہ کو اللہ تعالےٰ نے جملہ ظاہری و باطنی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے۔ علم و عمل، مال و دولت کے ساتھ ساتھ صالح اولاد کی نعمت سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔ آپ کے چھ صاحبزادے ہیں جو نہایت پاک طینت، پاک باز، قابل، محنتی، ہونہار اور مجاہد قسم کے انسان ہیں۔ مذہب و مسلک کے دفاع میں پیش پیش رہتے ہیں۔ آپ کی بچیاں بھی اپنے بھائیوں کی طرح اپنے والدین کی خدمت میں نمایاں حصّہ لیتی ہیں۔ گھریلو معاملات میں سلیقہ شعار، پابند صلوٰۃ و صوم ہیں اور آپ کا قریباً تمام گھرانا گولڑہ شریف مرید ہے۔ اللہ تعالےٰ صوفی صاحب کے اس گلزار کو صدا مہکتا رکھے، کبھی خزاں رسیدہ نہ ہو، سدا بہار رہے۔ آمین

آپ یہ سن کر یقیناً رشک کریں گے کہ حضرت مولانا الحاج صوفی نواب الدین صاحب معہ اپنی اہلیہ مرحومہ اور تین بچیوں کے حج کعبہ و زیارتِ مدینۃ الرسول کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

خود صوفی صاحب مدظلہ تین مرتبہ حج و زیارت کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز ہیں۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ !!

کرم بالائے کرم

۱۳ مارچ ۱۹۸۵ء بروز بدھ صبح ۱۰ بجے محترم المقام عاشق رسول انام مولانا الحاج صوفی نواب الدین صاحب مدظلہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور، میرے ہاں تشریف لائے جبکہ راقم السطور اپنی جماعت کو سبق پڑھا رہا تھا۔ آج خلافِ معمول میں نے سبق مختصر کر دیا۔ کیونکہ موصوف کی آنکھوں میں کچھ ایسی نرالی چمک تھی، جن کو الفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں۔ آپ نے بڑی آہستگی سے لرزتے ہوئے لبوں کو جنبش دی اور رازداری کے پیرایہ میں میرے کان کے قریب کہا "یہ تحدیث نعمت کے طور پر بات کرنے لگا ہوں۔ آج تک میں نے صرف دو چار آدمیوں ہی سے یہ راز ظاہر کیا ہے۔ اس میں کسی قسم کی بڑائی مقصود نہیں، صرف عطائے رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اظہار اور وہ بھی نعمت کے شکرانہ کے لئے ہے"۔ آپ زبان سے یہ الفاظ انتہائی عاجزی وانکساری اور تواضع سے کہے جا رہے تھے اور میری اپنی کیفیت عجیب سی ہوتی جا رہی تھی۔ جب میں نے آپ کے دمکتے ہوئے چہرہ کی طرف نظر اٹھائی تو ان کی آنکھیں پُرنم تھیں۔ اور زبان سے یہ الفاظ نکل رہے تھے کہ "اس گنہگار پر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتہائی کرم ہوا کہ مجھے اپنے مکان شہر چونیاں میں رات کے گیارہ بجے ۲۱ جنوری ۱۹۶۷ء بمطابق

۹ ۹ رشوال ۱۳۸۶ھ بروز ہفتہ پیکرِ حسن وجمال، آئینۂ ذوالجلال، محبوب رب العالمین، جناب رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور اس نعمت کے حصول کا منظر کچھ اس طرح ہے۔ میرا آبائی مکان محلہ ملھونریاں چونیاں شہر میں واقع ہے۔ اس مکان میں حضورؐ تشریف لاتے ہیں اور دوسری منزل میں غربی کمرہ کے باہر دروازہ کے پاس شمالی کونے میں جانماز پر تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔ نیز آپ کے ساتھ دو اصحابی بھی ہیں۔ جن کی واضح زیارت نہیں ہو پاتی۔ کیونکہ وہ زرا پردہ میں ہیں اور آپ انہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ اسے دودھ دو۔ چنانچہ انہوں نے مٹی کے پیالہ میں مجھے دودھ عطا فرمایا۔ میں نے پی لیا۔ پھر پیالے میں تھوڑا سا شہد دیا۔ میں نے

Marfat.com

خیال کیا اس کا شربت بنا لوں۔ کیونکہ مجھے پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ چنانچہ ایک نئے (کورے) گھڑے سے پانی لیا جو سیڑھیوں کے پاس تھا۔ شربت شہادت کی انگلی سے تیار کیا، انگلی سے میٹھا معلوم کیا۔ معاً مجھے خیال آیا کہ دودھ تو پی لیا، شربت بھی خود ہی پی لوں یہ مناسب نہیں، سرکار دو عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی خدمت میں بڑے ادب واحترام سے مَیں نے پیش کر دیا۔ حضور نے بڑے محبت بھرے انداز سے قبول فرما کر پھر مجھے ایسے انداز میں عطا فرمایا کہ بس وہ میں ہی جانتا ہوں۔ اس کیفیت کے بیان کرنے کا یارا نہیں۔ چنانچہ وہ شہد کا شربت بھی پی لیا۔ بعد ازاں اپنی معروضات پیش کیں جن کا مشفقانہ انداز میں تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ گذاشات وزیارت دیر تک جاری رہا۔ اس دوران حضور سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی اس ناچیز پر پیہم نوازشیں ہوئیں۔ مختلف خیال آتے رہے۔ جن کا فوری جواب بھی ملتا۔ یہاں تک کہ میری تشفی ہوتی رہی"

اور آج جب صوفی نواب الدین صاحب مدظلہٗ مجھے اس عظیم نعمت کی کیفیت کو بیان فرما رہے تھے تو ان کی آنکھوں میں نمی اس چیز کی غماز تھی ؎

محبت کی بے تابیاں کچھ نہ پوچھو
رُخِ مصطفےٰ کا خیال آ گیا ہے

اللہ تبارک وتعالے موصوف کے ذوق وشوق میں مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

اتحاد کی صورت

گذشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت مولانا صوفی نواب الدین صاحب چشتی مدظلہٗ کو اللہ تعالے نے قلم وقرطاس کی طاقت سے بھی نوازا ہے اور اپنے قلم خارا شگاف سے مذہبی فتنوں کو ختم کرنے کے لئے اپنی تمام تر توانائیوں کو بروئے کار لا رہے ہیں۔ آپ کی سب سے پہلی تصنیف گلدستہ عقیدت کے نام سے منظر شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ جو مسئلہ علم غیب پر لکھی گئی۔ اس کتاب کو دیکھتے ہی حضرت شاہ صاحب نے بشارت دی کہ "آپ اور

Marfat.com

بھی لکھیں گے۔" چنانچہ تصنیف وتالیف کا چشمہ شریں آپ کے مقدس ہاتھوں سے جاری ہے۔ زیر نظر کتاب " اتحاد کی صورت " اس عمدگی سے مرتب کی گئی ہے کہ جسے ہر مسلمان اپنے دل کی آواز تصور کرے گا۔ کیونکہ قلم کے مذہبی فتنوں کا سر قلم سے ہی کاٹا جا سکتا ہے۔ اس لئے مولانا الموصوف نے قلمی خیانتوں کا عکس دینے کے بعد اپنے راہوار قلم کو خوب چلایا ہے۔ دینی بہروپیوں کی خیانتوں کو واضح کرنے کے بعد فیصلہ قارئین پر چھوڑا ہے۔ تاکہ خدا اور رسولِ خدا سے محبت و تعظیم کا پہلو بھی اجاگر ہو اور گستاخی و بے ادبی کے مرتکب افراد بھی پردے میں نہ رہیں اور پھر اتحاد کی جو صورت سامنے آئے اس پر عوام کے رد عمل کے ساتھ ساتھ ارباب علم و عمل مل بیٹھ کر راہیں سلجھائیں۔ یا پھر دو ٹوٹ فیصلہ کر دیں ؎

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں

یوں ہی در بدر خوار پھرتے ہیں!

دعا ہے مولیٰ تعالےٰ صوفی صاحب کو مزید ہمت، حوصلہ مرحمت فرمائے۔ نیز اہل علم حضرات سے بھی گزارش ہے کہ موصوف کی کتب کی اشاعت میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس فرمائیں۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

محتاجِ دعا

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

خطیب جامع ظفریہ مریدکے (شیخوپورہ)

۲۳ر جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ
جمعۃ المبارک

Marfat.com

ابتدائیہ

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ

علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شہیداً ہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول خیر خلقہٖ سیدنا

ومولانا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ہٗ امابعد :

قارئین کرام !

بندہ نے گذشتہ دنوں ایک چارٹ بنام "فرقہ بندی کا سبب" تیار کیا تھا۔ جس میں علماء دیوبند کی وہ عبارات درج تھیں جو دیوبندیوں اور بریلویوں میں اختلاف کا باعث بنیں۔ جب یہ چارٹ منظر عام پر آیا تو ان سادہ لوح حضرات کو پڑھ کر حیرت ہوئی اور تشویش بھی۔ جنہوں نے اس سے پہلے ایسی عبارات نہیں پڑھی تھیں وہ عبارات یہ تھیں :

۱. جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق، بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۳ مصنف مولـ[...]
طابع وناشر اہلحدیث اکادمی کشمیری با[...]

۲. انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ص۱۰۴

۳. (حضور علیہ السلام) کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے[...]
بدحواس ہوگئے۔ ص۱۰۵

۴. معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء، امام زادے پیر، شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان[...]
بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ص۱۱۱
جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار، سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ ص۱۱۵

۵. یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ ص۱۲۱

Marfat.com

(٦) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ۔ ص۸۲

(٧) یعنی جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں، سو اس کی حقیقت کسی کو م
نہیں، نہ نبی کو، نہ ولی کو، نہ اپنا حال، نہ دوسرے کا۔ ۶۲

(٨) اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم 'کن' سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی، جن، فرشتے، جبرائیل
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ ص۶۸

(٩) کسی کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے ۔ رسول کو کیا خبر؟ ص۱۰۸

(١٠) رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (۱۰۰)

(١١) (۱) ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے ۔ (۲) اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے گا کہ آدمی کی قدرت ا
سے بڑھ جائے گی۔ (یکروزی ص۴۵ مصنفہ اسماعیل دہلوی)

(١١) بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصو
ہیں، خالی غلطی سے نہیں۔ (تصفیۃ العقائد ص۲۵)

(١) زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتمآب ہ
اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔ (صراطِ مستقیم ص۸۵ مطبوعہ مک

(١) پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض
ہے یا کل غیب۔ اگر بعض غیب مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمی
حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص۸ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

() شیخ عبدالحق روایت کرتے کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (البراھین القاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ص۵۵)

() الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فا
سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے، شیطان اور ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی
وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے شرک ثابت کرتا ہے۔ ملک الموت سے افضل ہونے
کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ (کتاب مذکورہ با
(۱) ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں۔ پس مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی
گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔ کہ جس کی وجہ سے وہ اضلالِ عالم کرے۔ (الشہاب الثاقب مصنفہ حسین احمد مدنی ص۱۰۹)
ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب سے مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کلام کہاں
سے آگئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہے ہم کو یہ زبان آگئی۔ (کتاب مذکور ص۲۶)

(۱۵)

(۱) اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تحذیر الناس ص۱۳ مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی)
(۲) اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر
کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ ص۲۴
لفظِ رحمۃ اللعالمین صفتِ خاصہ رسول اللہ صلعم کی نہیں ہے بلکہ دیگر انبیاء، اولیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمتِ عالم ہوتے ہیں۔ (فتاوی ...)
حضور صلعم ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں۔ (۱) حضور صلعم کی شکل ایسی ہی ہے جیسے ہمارے مولانا تھانوی کی (۲) آپ کا قد
مبارک اور رنگت اور چہرہ شریف اعلیٰ اور تن شریف، مولانا اشرف علی تھانوی جیسا تھا۔ (اصدق الرؤیا ص۲۵، ۲۶، ۵۰)

Marfat.com

ان عبارات کے پڑھنے سے چند اصحاب کو یہ بھی خیال گزرا کہ شاید یہ عبارات اصل نہ ہوں یا کانٹ چھانٹ کر اور اِدھر اُدھر سے ملا کر لکھ دی گئی ہوں۔ جن سے ان عبارات کے مصنفین کو ناحق بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ چنانچہ چند اصحاب نے ایسے ہی خیالات کا اظہار بھی کر دیا اور ان عبارات کے سیاق و سباق کا مطالبہ بھی کیا۔ جو بجا بھی تھا اور جائز بھی۔

چنانچہ بندہ نے اس کتاب میں ان عبارات کے سیاق و سباق کی فوٹو ہی لگا دی ہیں۔ تاکہ اعتراض کی گنجائش ہی نہ رہے۔

یہاں پر یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کے لکھنے کا مقصد نہ ہی ان کتابوں کا جواب دینا ہے اور نہ ہی کسی کی دلآزاری کرنا۔ بلکہ محض یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ عبارات واقعی گستاخانہ ہیں۔ جو تفرقہ کا باعث بنیں۔ اگر ان عبارات کو کتابوں سے نکال کر ان سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا جائے تو یہ افتراق و انتشار کی خلیج جو وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جا رہی ہے اتفاق و اتحاد کی صورت میں ختم ہو سکتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بندہ نہ ہی دیوبندی ہے اور نہ ہی بریلوی۔ بلکہ بندہ کی نسبت روحانی حضور اعلیٰ گولڑوی حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب حسنی گیلانی قدس سرہ سے ہے۔ اس لیے اپنے نام کے ساتھ گولڑوی لکھنے میں فخر محسوس کرتا ہوں۔ اسی لیے جو کچھ لکھتا ہوں بلا تعصب اور غیر جانبدار ہو کر لکھتا ہوں یہاں پر یہ بات بھی واضح کرتے چلوں کہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک توحید بغیر تعظیم رسالت کے شیطانی توحید ہے۔ اس کے برعکس اصل اور خالص توحید خداوند قدوس کی عبادت اور بندگانِ خدا کی تعظیم کا نام ہے۔

لہٰذا دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے انہیں چند الفاظ پر اپنا ابتدائیہ ختم کرتا ہوں۔ ؎

شاید کہ ترے دل میں اُتر جائے مری بات

فقط

احقر العباد فقیر نواب الدین
عفی اللہ تعالےٰ عنہ گولڑوی

Marfat.com

فرقہ بندی کی ابتدا کیسے ہوئی

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ فاضل جامعہ ازہر اپنی
لطیف بنام "مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویتہ الایمان" کے صفحہ ۹ پر تحریر فرماتے ہیں
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ (پیدا
۱۱۱۱ھ، وفات ۱۲۰۶ھ) کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں
بٹے رہے۔ ایک اہلسنت وجماعت، دوسرے شیعہ۔ اب مولانا اسماعیل دہلوی (ابن
عبدالغنی) ۱۱۹۳ھ کا ظہور ہوا۔ وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز،
رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر (رحمہم اللہ) کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان محمد بن عبدال
نجدی (وفات ۱۲۰۷ھ) کی طرف ہوا۔ اور اور اس نجدی کا رسالہ "ردالاشراک" ان کی
سے گزرا اور انہوں نے اردو میں "تقویتہ الایمان" لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیال
دور شروع ہوا، کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی[1] بنا، کوئی اہلحدیث کہلایا۔ کسی نے اپ
سلفی کہا۔"

یا یوں سمجھو کہ موجودہ دور کے تمام باطل فرقے مثلاً منکر حدیث جو خود کو
کہلاتے ہیں، نیچری، چکڑالوی، پرویزی، توحیدی، یزیدی، مرزائی[2] خا
ناصبی، مودودی، بھچروی، تبلیغی وغیرہ اسی وہابیت کی پیداوار ہیں۔ جنہوں نے
کی حفاظت کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم وتکریم میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا
جب ابن سعود نے انگریزوں کی مدد سے حرمین شریفین پر قبضہ کر لیا

---

[1] وہابی سے مراد محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار جو اپنی مساجد میں محمدی منسوب لکھواتے ہیں۔
[2] مرزائی سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار قادیانی یا لاہوری۔

Marfat.com

کے بیٹے عبدالعزیز کے لئے پانچ ہزار پونڈ ماہانہ وظیفہ انگریز کی طرف سے مقرر ہوا۔ انگریزوں کو ابو داؤد جیسے غداروں کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مسلمان کی ترقی کا راز ان کا آپس میں اتفاق اتحاد اور اپنے آقا و مولا جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت میں مضمر ہے۔ چنانچہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے جس کا آلِ سعود سے پہلے ہی گٹھ جوڑ تھا۔ کتاب التوحید نامی کتاب لکھ کر انگریز کا منشا پورا کر دیا اور بقیہ کسر "ردّ الاشراک" کے ذریعے نکال دی۔ جہاں اس نے کئی اور کفریہ عبارات لکھی ہیں وہاں اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار (مقدس) گرا دینے کے لائق ہے، اگر میں اس کے گرا دینے پر قادر ہوتا تو گرا دیتا" اور کہا کہ:

میری لاٹھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر ہے، کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جا سکتا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مر گئے ان سے کوئی نفع باقی نہ رہا" (بحوالہ [illegible])

سرورِ کائنات علیہ السلام کو پکارنا، شفیع المذنبین سمجھنا، ختم پڑھنا، صورتِ مبارکہ اور قبر شریف کا تصور کرنا، حاجت روا، صاحبِ تصرف، مختارِ جملہ صفات کو باذن اللہ تعالیٰ باعطاءِ الٰہی ماننا بھی شرک ہے اور شرک بھی ابوجہل جیسا۔ (محمد بن عبدالوہاب، نجدی: کتاب التوحید عربی مطبوعہ ریاض، ملخصاً)

شافع محشر علیہ التحیۃ والثناء سے استغاثہ طلب کرنا شیطانی فعل ہے اور شرک ہے۔
(محمد بن عبدالوہاب، نجدی: کشف الشبہات عربی، مطبوعہ ریاض، ص ۵۷)

---

۱ (سعود بن عبدالعزیز کی فوج [illegible] میں مدینہ منورہ داخل ہوئی۔ جنت البقیع کی قبور کو مسمار کر دیا۔ گنبد گرا دیئے۔ مزارات کی بے حرمتی کی اور دستور کے مطابق آثار و برکات مٹا دیئے۔ حجرہ شریف کے تمام زر و جواہر لوٹ لیے۔ قالین اٹھا کر اپنے شہر درعیہ میں لے گئے۔ ان وہابیوں نے گنبدِ خضرا شریف کو بھی گرانے کا ارادہ کر لیا تھا، مگر قدرت نے اس کی حفاظت فرمائی اور ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ (بحوالہ گنبدِ خضرا ص [illegible])

رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا شرک ہے۔ (شوکانی، قاضی: الدر النضید، ص ۳۶، ۵۱)

"آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کی تعظیم کرنا کفر و شرک ہے۔"

(الدر النضید، ص ۵۹)

صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بت ہے۔" (ایضاً: ص ۱۷، ۵۹، ۶۲)

رد المحتار جلد ۳ ص ۳۰۹ پر ہے" وہ اپنے آپ کو اگرچہ حنبلی کہتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں۔ جو بھی ان کے عقائد کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔ بنا بریں انہوں نے اہلسنت کو ان کے علماء کو قتل کرنا مباح قرار دیا۔"

دراصل یہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح مدعی نبوت تھا۔ اس نے جا بجا اعلان کیا کہ جو میرا دین قبول کرے گا اس کی جان و مال محفوظ رہے گی۔ ورنہ قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے سب سے پہلے نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک (سادات کرام) پر ہاتھ اٹھایا اور ان کا قتلِ عام کیا۔ جو مارے گئے سو مارے گئے۔ جو بچے وہ انتقالِ مکانی کر گئے۔

یہ بات بھی اپنی جگہ بہت اہم ہے کہ جو شخص اس کا دین قبول کرتا اس سے نئے سرے سے کلمہ پڑھواتا اور اس سے کہلواتا کہ جو ہمارے بڑے اس سے پہلے گزرے ہیں (نعوذ باللہ) مشرک تھے۔" اور ان مردوں اور عورتوں کو سر منڈانے کا حکم دیتا۔ چنانچہ ایک عورت کے سر منڈانے کا حکم جب اس نے دیا تو اس نے کہا کہ تو مردوں کے سر منڈانے کا حکم دیتا ہے اگر داڑھی مونڈھنے کا حکم دیتا تو عورتوں کے سر مونڈھنے کا حکم ٹھیک تھا۔ کیونکہ عورت کے سر کے بال مردوں کی داڑھی کی طرح ہیں۔ اس وقت وہ خارجی محمد بن عبدالوہاب نجدی مبہوت ہو گیا۔ اور اسے کچھ جواب نہ دے سکا۔" (الدرر السنیہ ص ۴۹ سید احمد بن زینی دحلان مفتی بیت اللہ)

اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا: "میری امت سے بعض لوگ ہوں گے جن کی نشانی ہے کہ سر مونڈھے ہوں گے۔ قرآن مجید پڑھیں گے مگر اس کا اثر حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔ پھر وہ دین کی طرف نہ لوٹ سکیں گے۔ وہ لوگ تمام مخلوق سے زیادہ شرارتی ہوں اور وہ فطرۃً شرارتی ہوں گے۔ (کنز العمال ص ۳۴۳)

Marfat.com

محمد بن عبدالوہاب نجدی خارجی کے چند عقائد باطلہ یہ تھے

نیچے حضرت زید ابوالحسن فاروقی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "مولوی اسماعیل اور تقویۃ الایمان" کا صفحہ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔

مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان

جس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تم سے شفاعت کا طلب گار ہوں، اے محمد! میری حاجت روائی کے لئے اللہ سے دعا کرو، اے محمد! میں تمہارے واسطے سے اللہ سے سوال کرتا ہوں اور میں تم کو واسطہ بنا کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور جو شخص بھی ان کو پکارے اس نے شرکِ اکبر (بہت بڑا شرک) کیا ہے" —— اور لکھا ہے:

تَمَّ اِلْزَامُ اللّٰہِ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ یَسْئَلُوْنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ وَیُنَادُوْنَھُمْ مَعَ زَعْمِھِمْ اَنَّھُمْ اَدْوَنُ مِنَ اللّٰہِ، اَمَّا السَّابِقُوْنَ فَاللَّاتُ وَالْعُزّٰی وَالسُّوَاعُ وَاَمَّا اللَّاحِقُوْنَ فَمُحَمَّدٌ وَعَلِیٌّ وَعَبْدُ الْقَادِرِ وَالْکُلُّ سَوَاءٌ۔

"اللہ کی حجت مشرکوں پر پوری ہوگئی ہے جو کہ مخلوق سے سوال کرتے ہیں اور ان کو پکارتے ہیں، باوجود اس خیال کرنے کے کہ وہ اللہ سے بہت پست مرتبہ ہیں۔ لات، عُزّٰی اور سُواع پہلے ہیں اور محمد، علی اور عبدالقادر پچھلے ہیں اور سب برابر ہیں" —— اور لکھا ہے:

اِنَّ السَّفَرَ اِلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ وَمَشَاھِدِہٖ وَمَسَاجِدِہٖ وَاٰثَارِہٖ وَقَبْرِ نَبِیٍّ وَوَلِیٍّ وَسَائِرِ الْاَوْثَانِ وَکَذَا الطَّوَافُہٗ وَتَعْظِیْمُ حَرَمِہٖ وَتَرْکُ الصَّیْدِ وَالتَّحَرُّزُ عَنْ قَطْعِ الشَّجَرِ وَغَیْرِھَا شِرْکٌ اَکْبَرُ۔

"محمد کی قبر کو ان کے مشاہد، ان کی مساجد اور ان کے آثار کو اور کسی نبی یا ولی کی قبر کو اور تمام مورتیوں کو سفر کرنا اور اسی طرح اس کا طواف کرنا، اُس احاطہ کی تعظیم کرنی، وہاں کے شکار کو چھوڑنا اور درخت وغیرہ کے کاٹنے سے بچنا شرکِ اکبر ہے" —— اور لکھا ہے:

اَیُّھَا الْمَجَانِیْنُ لِمَ لَا تَقُوْلُوْنَ یَا اللّٰہُ وَھُوَ مَعَکُمْ فَاَیُّ حَاجَۃٍ اِلَی الْمَجِیْءِ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَالرُّجُوْعِ اِلَیْہِ۔

"اے دیوانو! تم اے اللہ! کیوں نہیں کہتے، کیا حاجت ہے محمد کے پاس آنے کی اور ان کی طرف لوٹنے کی"۔

جناب مؤلف محمد بن عبدالوہاب کی ان تحریرات کو پڑھیں جو مختصر "کتاب التوحید" کے پہلے باب میں ہیں اور پھر اپنے مزعومہ اقوال پر نظر ڈالیں۔

Marfat.com

غرضیکہ وہ حیاتِ النبی کا بھی منکر تھا اور روضۂ اطہر کی زیارت کو حرام و ممنوع قرار دیتا۔ بلکہ بعض اُن کے سفرِ زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔ اور روضۂ اطہر پر صلوٰۃ و سلام نہیں پڑھتے۔ وہ شفاعت کے اور توسل کے بھی منکر ہیں۔ اور نفسِ ذکر ولادت حضور علیہ السلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔ اور اشغال باطنیہ و اعمالِ صوفیہ، مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا اور خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مماثل ذاتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیال کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ اُن کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ہے۔ اسی وجہ سے دعا میں توسل کو ناجائز کہتے ہیں۔ (اقتباسات از الشہاب الثاقب از حسین احمد مدنی)

علاوہ ازیں اس کی کتاب "کتاب التوحید" کے پہلے باب کی تحریرات پڑھیں۔ تو آپ دیکھیں گے کہ اس نے باطل اور شیطانی توحید کے نشے میں مقبولانِ خدا کی اور خصوصاً جنابِ احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں سخت گستاخی کی ہے۔ ایسے گستاخ کو وہابی شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ پھر سب سے بڑا ظلم مسلمانوں پر یہ کیا جا رہا ہے کہ اس کی کتابیں اور مولوی اسماعیل کی کتاب 'تقویۃ الایمان' سعودی حکومت اپنے خرچ پر چھپوا کر پاکستان میں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے مفت تقسیم کرا رہی ہے۔ بلکہ اپنے مسلکِ باطلہ کی اشاعت کے لیے مدرسے کھول رہی ہے۔ جہاں کے غیر مقلد اساتذہ کو دس دس بارہ بارہ ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے۔

"ایک بدبخت نجدی کے سامنے ایک عاشقِ رسول نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیا۔ وہ بولا۔ السید ھو اللہ! یعنی سید تو اللہ ہی ہے محمد نہیں ہیں۔ اس سے جب کہا گیا" کہ اللہ تعالےٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے۔ سیداً و حصوراً۔ تو وہ بے ادب خاموش ہوا (تصنیف زبد صاحب ص۲۴۴) حالانکہ نجدی تمام سربراہانِ مملکت اور سیاسی لیڈروں کے نام کے ساتھ سیدنا لگاتے ہیں۔ اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

الحاصل جب اس نجدی خارجی کے عقائد منظرِ عام پر آئے تو علمائے حق نے اس

Marfat.com

کے خلاف آوازِ حق بلند کی۔ سب سے پہلے اسی کے بھائی علامہ شیخ سلیمان بن عبد الوہاب نے اس کے مسلک باطلہ کے رد میں "الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ" تحریر فرمائی۔ جس میں انہوں نے اس کی کم و بیش بنیس باطل تحریرات کا نوٹس لیا، شوق ہو تو زید صاحب کی کتاب مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان کے صفحات ۳۱ تا ۳۲ ملاحظہ ہوں۔ آخر نجدی کو اس کے بھائی سلیمان نے لاجواب کر دیا۔ مگر وہ تائب نہ ہوا۔ اس کے بھائی نے اس سے پوچھا۔ کہ اسلام کے ارکان کتنے ہیں تو اس نے کہا پانچ۔ تو سلیمان نے کہا تو نے تو چھ کر دیئے۔ یعنی جو شخص تیرا اتباع نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ یہ تیرے نزدیک اسلام کا چھٹا رکن ہے۔ (الدرر السنیہ ص۳۹)

اس کے علاوہ کم و بیش ۳۶ علماء نے اس کے عقائد باطلہ کے رد میں رسائل تحریر فرمائے۔ ملاحظہ ہو: زید ابو الحسن صاحب کی مذکورہ کتاب کے صفحہ ۳۲ تا ۳۴ کی فوٹو:

علامہ ابن مرزوق نے ان علماء کرام کا ذکر کیا ہے یا ان کی کتابوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے محمد بن عبد الوہاب کا رد کیا ہے۔ میں اختصار کے ساتھ اس کا بیان کرتا ہوں:

۱ــــ علامہ محمد بن سلیمان کردی شافعی، یہ محمد بن عبد الوہاب کے استاد ہیں، انہوں نے محمد بن عبد الوہاب کے بھائی علامہ سلیمان بن عبد الوہاب کی کتاب "اَلصَّوَاعِقُ الْاِلٰهِيَّة" پر کئی اوراق کی تقریظ لکھی ہے۔

۲ــــ علامہ عبد اللہ بن عبد اللطیف شافعی بھی محمد بن عبد الوہاب کے استاد ہیں، "تَجْرِيْدُ الْجِهَادِ لِمُدَّعِي الْاِجْتِهَادِ" مفید رسالہ لکھا ہے۔

۳ــــ علامہ عفیف الدین عبد اللہ بن داؤد حنبلی نے رسالہ "اَلصَّوَاعِقُ وَالرُّعُوْدُ" لکھا اور اس پر بصرہ، بغداد، حلب، احساء وغیرہ کے علماء کرام نے تقریظیں لکھیں اور "رَاسُ الْخَيْمَه" واقع عمان کے قاضی نے اس کا خلاصہ لکھا۔

۴ــــ علامہ محمد بن عبد الرحمٰن بن عفالق حنبلی نے رسالہ "تَهَكُّمُ الْمُقَلِّدِيْنَ بِمَنِ ادَّعٰى تَجْدِيْدَ الدِّيْنِ" لکھا اور چند سوالات کے ساتھ یہ رسالہ محمد بن عبد الوہاب کو بھیجا، وہ جواب سے قاصر رہے۔

۵ــــ علامہ عطار مکہ مکرمہ کے علماء کرام میں سے ہیں، انہوں نے رسالہ "اَلصَّارِمُ الْهِنْدِيُّ فِيْ عُنُقِ النَّجْدِيِّ" لکھا۔

Marfat.com

۶ــــ بیت المقدس کے عالم نے رسالہ "اَلسُّیُوْفُ الثِّقَالُ" لکھا۔

۷ــــ علامہ سید علوی بن الحداد نے رسالہ "اَلسَّیْفُ الْبَاتِرُ لِعُنُقِ الْمُنْکِرِ عَلَی الْاَکَابِرِ" لکھا، پھر دوسرا رسالہ "مِصْبَاحُ الْاَنَامِ وَجِلَاءُ الظَّلَامِ" لکھا۔

۸ــــ علامہ عبداللہ بن ابراہیم میرغنی نے رسالہ "تَحْرِیْضُ الْاَغْبِیَاءِ" لکھا۔

۹ــــ علامہ سید عبدالرحمٰن احسار کے مشہور عالم ہیں، انھوں نے ۶۷ اشعار کا قصیدہ قافیہ محمد بن عبدالوہاب کے رد میں لکھا۔

۱۰ــــ علامہ احمد بن علی قبانی بصری شافعی نے ایک رسالہ لکھا۔

۱۱ــــ علامہ عبدالوہاب بن برکات شافعی نے ایک رسالہ لکھا۔

۱۲ــــ علامہ عبداللہ بن عیسی المویسی نے رسالہ لکھا۔

۱۳ــــ شیخ احمد مصری احسائی نے رسالہ لکھا۔

۱۴ــــ شیخ محمد صالح زمزمی شافعی نے رسالہ لکھا۔

۱۵ــــ علامہ طاہر سنبل حنفی نے کتاب "اَلْاِنْتِصَارُ لِلْاَوْلِیَاءِ الْاَبْرَارِ" لکھی۔

۱۶ــــ محدث شہیر علامہ صالح الفلانی اپنے وطن سے حرمین شریفین ایک کتاب لائے، اس میں چاروں مذاہب کے علماء کی تحریریں محمد بن عبدالوہاب کے رد میں تھیں۔

۱۷ــــ شیخ محمد بن احمد بن عبداللطیف احسائی نے رسالہ لکھا۔

۱۸ــــ تونس کے شیخ الاسلام علامہ اسماعیل تمیمی مالکی نے رسالہ لکھا، ان کی وفات ۱۲۴۸ھ میں ہوئی ہے۔

۱۹ــــ علامہ محقق صالح الکواش تونسی نے رسالہ لکھا۔

۲۰ــــ علامہ محقق سید داؤد بغدادی حنفی نے رسالہ لکھا۔

۲۱ــــ محمد بن عبدالوہاب نے ایک جماعت سے کہا کہ اپنے سر کے بال منڈوالو۔ جماعت نے انکار کیا، محمد بن عبدالوہاب نے ان سب کے سر قلم کرادئے۔ اس جور وستم کو دیکھ کر سید منعمی نے محمد بن عبدالوہاب کے رد میں ایک قصیدہ دالیہ کہا۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے

اَفِیْ حَلْقِ رَاسِیْ بِالسَّکَاکِیْنِ وَالْحَدِّ ۔۔۔ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ بِالْاَسَانِیْدِ عَنْ جَدِّیْ

"کیا میرا سر چھریوں سے مونڈنے اور حد جاری کرنے کی کوئی صحیح حدیث میرے نانا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے"

۲۲ــــ علامہ سید محمد اسماعیل ۱۱۱۱میر کے قصیدہ دالیہ اور پھر جوابی قصیدہ اور اس کی شرح "مَحْوُ الْحَوْبَةِ فِیْ شَرْحِ اَبْیَاتِ التَّوْبَةِ" کا ذکر "ابجد العلوم" میں آچکا ہے۔

Marfat.com

۲۳ــــــ سید مصطفیٰ مصری بولاقی نے ۱۲۶ اشعار کا قصیدہ محمد بن عبدالوہاب کے رد میں لکھا۔

۲۴ــــــ علامہ سمنودی نے دو جلد میں کتاب "سَعَادَةُ الدَّارَیْن" لکھی۔

۲۵ــــــ علامہ سید احمد دحلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ نے رسالہ "الدُّرَرُ السَّنِیَّة" لکھا۔

۲۶ــــــ علامہ یوسف نبہانی نے کتاب "شَوَاھِدُ الْحَق فِی التَّوَسُّلِ بِسَیِّدِ الْخَلْق" لکھی۔

۲۷ــــــ جمیل صدقی زہاوی بغدادی نے رسالہ "اَلْفَجْرُ الصَّادِق" لکھا۔

۲۸ــــــ شیخ مہدی مفتی فاس، مراکش نے مسئلہ توسل میں رد لکھا۔

۲۹ــــــ شیخ مصطفیٰ حمامی مصری نے رسالہ "غَوْثُ الْعِبَاد" لکھا

۳۰ــــــ شیخ ابراہیم حلمی قادری اسکندرانی نے رسالہ "جَلَالُ الْحَق فِی کَشْفِ اَحْوَالِ اَشْرَارِ الْخَلْق" لکھا۔

۳۱ــــــ علامہ سید الحزامی نے رسالہ "اَلْبَرَاھِیْنُ السَّاطِعَة" لکھا۔

۳۲ــــــ علامہ حسن شطی حنبلی دمشقی نے رسالہ "اَلنُّقُوْلُ الشَّرْعِیَّةُ فِی الرَّدِّ عَلَی الْوَھَابِیَّة" لکھا۔

۳۳ــــــ علامہ اجل شیخ محمد حسنین مخلوف نے رسالہ "اَلتَّوَسُّلُ بِالْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاء" لکھا

۳۴ــــــ شیخ حسن خزبک نے رسالہ "اَلْمَقَالَاتُ الْوَفِیَّة فِی الرَّدِّ عَلَی الْوَھَابِیَّة" لکھا۔

۳۵ــــــ شیخ عطا الکسم دمشقی نے رسالہ "اَلْاَقْوَالُ الْمَرْضِیَّة فِی الرَّدِّ عَلَی الْوَھَابِیَّة" لکھا۔

۳۶ــــــ علامہ اجل شیخ یوسف الدجوی شافعی نے "مجلہ الازہر" میں تین مقالے لکھے۔

ان علماء اعلام کی تحریرات اور اقوال کا خلاصہ :-

۱۔ محمد بن عبدالوہاب کا جزوی علم تھا اور وہ غبی تھا۔

۲۔ وہ تقلید کو حرام کہتے تھے۔ اس سلسلہ میں ایک رسالہ بھی لکھا۔

۳۔ وہ خود ابن تیمیہ اور ابن قیم کے مقلد تھے۔

۴۔ انہوں نے کسی ماہر اور سمجھدار استاد سے نہیں پڑھا ہے۔

۵۔ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو مشرک اور کافر قرار دیتے تھے۔

۶۔ وہ بے دریغ مسلمانوں کا خون بہاتے تھے۔

۷۔ مکر و فریب سے بھی مسلمانوں کو قتل کرتے تھے۔

۸۔ مسلمانوں کا مال و اسباب لوٹتے تھے۔" (کتاب مذکور ص ۳۶)

غرضکہ فرقہ وہابیہ اہل اہوا کے مسلک پر چل رہا ہے۔ بکیر نے نافع سے پو

حروریہ (خوارج) کے متعلق ابن عمر کی کیا رائے تھی؟ نافع نے کہا:

Marfat.com

نراھم شرار خلق اللہ انھم انطلقوا الی آیات انزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین (بخاری شریف) اُن کے نزدیک وہ اللہ کی مخلوق میں بدترین اور شریر ترین ہیں۔ انھوں نے اُن آیات کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں مومنوں پر راست کردی ہیں۔ [ل]

یہی حالت محمد بن عبدالوہاب نجدی خارجی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے بچائے۔ (کتاب مذکورہ ص ۴۴)

مزید تفصیلات درکار ہوں تو بندہ کی تالیف "فتنہ نجدیت" کا مطالعہ فرمائیں۔

فرقہ بندی کا آغاز برصغیر انڈو پاک میں

جب محمد بن عبدالوہاب نجدی کے رسائل "ردالاشراک" اور "کتاب التوحید" تمام ممالک اسلامیہ میں پہنچ گئے تو ہندوستان میں بھی پہنچے۔ اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح زندہ تھے۔ انہیں سخت کوفت ہوئی مگر ان رسائل کی گستاخانہ تحریرات مولوی اسماعیل دہلوی کو بہت بھائیں اور انھوں نے جزوی ردوبدل کے ساتھ نام بہناو "تقویۃ الایمان" نامی کتاب لکھ اس کتاب میں شرک خفی (ریا وغیرہ) کو شرک جلی لکھ دیا ہے۔ اسی طرح اس نے تمام مسلمانوں کو مشرک بنا دیا ہے۔ حالانکہ شرک خفی (ریا وغیرہ) سے آدمی مشرک نہیں ہو جاتا۔ جبکہ شرک جلی سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اس طرح ہندوستان میں وہابیت کو داخل ہونے کا موقع مل گیا۔ وہابیت اصل میں نجدیت وخارجیت ہی کا دوسرا نام ہے۔ اس کتاب میں اس نے ستر کفری کلمے لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشعابیہ

اب سنیئے تقویۃ الایمان کی کہانی مصنف کی اپنی زبانی ملاحظہ ہو۔ ارواح ثلاثہ مصنفہ مولوی اشرف علی ناشر اسلامی اکادمی اُردو بازار لاہور ص ۹۸، ۹۹۔

حکایت (۵۹) خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول عربی میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خاں خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا۔ اور لکھنے کے

59819

Marfat.com

بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا۔ جن میں سید صاحب مولوی عبدالحیٔ صاحب، شاہ اسحٰق صاحب مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فریدالدین صاحب مرادابادی، مومن خاں عبداللہ خاں علوی (استاذ امام بخش صہبائی و مملوک علی صاحب) بھی تھے۔ اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو میں آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا۔ لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزم جہاد ہے۔ اس لئے اس کام سے معذور ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں۔ اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے۔ گو اس سے شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ میرا خیال ہے۔ اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جائے ورنہ اسے چاک کر دیا جائے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہیے۔ مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم ہونی چاہیے۔ اس پر مولوی عبدالحی صاحب شاہ اسحٰق صاحب اور عبداللہ خاں علوی و مومن خاں نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں ہے اور اسی طرح شائع ہونی چاہیے۔ چنانچہ اس کی اشاعت اسی طرح ہو گئی۔ اشاعت کے بعد مولانا شہید حج کو تشریف لے گئے اور حج سے واپسی کے بعد چھ مہینے دہلی میں قیام رہا۔ اس زمانہ میں مولنا اسمٰعیل گلی کوچوں میں وعظ فرماتے تھے اور مولوی عبدالحیٔ صاحب مساجد میں چھ مہینے کے بعد جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ قصہ میں نے مولوی عبدالقیوم صاحب اور اپنے استاد میاں جی محمدی صاحب وغیرہ سے سُنا ہے۔

غرضیکہ تقویۃ الایمان کے چھپتے ہی تمام مسلمانوں میں اس کے خلاف نفرت کا طوفان کھڑا ہو گیا اور گھر گھر میں فتنہ و فساد برپا ہوا۔ بھائی بھائی کا دشمن بنا۔ اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھر گیا۔ شاہ عبدالعزیز مرحوم اور شاہ رفیع الدین مرحوم کے ہزاروں شاگرد اور

مرید جو دہلی میں موجود تھے مولوی اسماعیل اور مولوی عبدالحی کے دست و گریبان ہوئے اور کہا یہ نیا دین کیسے نکال لائے کہ اس کی رد سے ہمارے اُستادوں سے لے کر صحابہ کرام تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچا۔ جب بات بہت بڑھی تو نوبت مناظرہ تک پہنچی اور جامع مسجد دہلی میں مناظرہ ہوا۔ جس میں ہزاروں علمائے نے حصّہ لیا اور عوام الناس سے مسجد کھچا کھچ بھر گئی۔ مولوی اسماعیل کو کوئی جواب نہ بن پڑا۔ آخر راہِ فرار اختیار کی۔ تفصیل کے لئے بندہ کی تالیف فتنہ وہابیت ملاحظہ ہو صـ۲۱ تا ۲۶۔

یہیں پر بس نہیں ہوا بلکہ مولوی اسماعیل کے چچا زاد بھائیوں جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسےٰ صاحب پسران شاہ رفیع الدین صاحب نے تقویۃ الایمان کے رد میں رسالے لکھے۔ مولانا مخصوص اللہ صاحب نے کتاب کا نام تفویتۃ الایمان ساتھ فاکے لکھا یعنی ایمان کو بگاڑنے والی۔ اور اس کے ردّ میں جو رسالہ لکھا اس کا نام مُعید الایمان رکھا اور مولانا محمد موسےٰ صاحب نے حُجۃ العَمل فی اثباتِ الجیل نامی رسالہ تحریر فرمایا اور مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی اور علامہ شاہ فضل رسول بدایونی نے اس کا رد و ابطال کیا اور تکفیر کی۔ ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی مولانا منور الدین صاحب نے دکھائی اور متعدد کتابیں لکھیں سنہ ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد دہلی میں کیا تمام علماء ہند سے فتوے مرتب کرائے۔ پھر حرمین شریفین سے فتویٰ منگوایا۔ اس معاملے میں مولانا فضل امام صاحب خیرآبادی اور دیگر علماء ان کے شریک و معاون تھے۔ علامہ شاہ فضل رسول صاحب بدایونی نے واضح الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ :

> اصل ماخذ مولوی اسماعیل صاحب خوارج و معتزلہ وغیرھما بارغاب ہیں ۔
>
> (فوز المبین بشفاعتہ الشافعین صـ۲۰)

اس فتنے کا اور کتاب تقویتہ الایمان کا فائدہ انگریزوں کو بہت پہنچا۔ اس لئے کہ انگریزوں نے وہ ہنگامے دیکھے جو سنہ ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۵ء میں دہلی کی جامع مسجد میں ہوئے اور پھر دیکھا کہ کس طرح مسلمان فرقوں اور ٹولیوں میں بٹے اور سب کچھ اس کتاب کی وجہ سے ہوا لہٰذا اس کتاب کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچایا جائے تاکہ مسلمان آپس میں ایک

Marfat.com

دوسرے کے مخالف ہوں اور آپس میں لڑیں اور انگریز سکون سے حکومت کریں۔ چنانچہ انگریزوں نے کتاب تقویتہ الایمان لوگوں میں مفت تقسیم کی۔

(زبیر صاحب کی کتاب کا صفحہ ۱۵۱)

دیگر انگریزوں کو مسلمانوں کی کامیابی کا راز معلوم ہو چکا تھا۔ اتفاق[1] اور عشقِ رسول[2]۔ تقویتہ الایمان کی تحریرات پر ایمان لانے سے مسلمانوں کے دلوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نکل جاتی ہے اور اُن پر مر مٹنے کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے اور اتفاق واتحاد پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان کئی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

اگر محمد بن عبدالوہاب نجدی کا لٹریچر ہندوستان میں نہ آتا اور مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویتہ الایمان نامی کتاب نہ ہوتی تو پاک و ہند میں صرف دو ہی فرقے ہوتے سُنی اور شیعہ۔ اور بریلویوں اور دیوبندیوں میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں وہ تو محض علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے رونما ہوئے ہیں جو تقویتہ الایمان پر ایمان لانے سے پیدا ہوئے۔

ہندوستان کے مشہور محقق مالک رام رقم طراز ہیں:

"جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خان مرحوم کا وطن ہے، وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے[1]"

اس مسئلے کی وضاحت کے بعد یہ دیکھنا چاہیئے کہ اختلافات کس بات پر شروع ہوئے۔ کیا اختلافات کی بنیاد فاتحہ، میلاد، قیام، گیارہویں شریف، حاضر و ناظر، علم غیب، نور و بشر اور دعا بعد نماز ایسے مسائل ہیں یا کچھ اور؟

اس سلسلے میں علمائے دیوبند کے ایک ممتاز فرد منظور احمد نعمانی لکھتے ہیں:

"شاید بہت سے لوگ ناواقفی سے یہ سمجھتے ہیں کہ میلاد و قیام عرس قوالی، فاتحہ، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ رسوم کے جائز و ناجائز اور بدعت وغیرہ ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں

---

[1] تذکرۂ عرشی۔ مالک رام، مطبوعہ دہلی ص ۱۳

میں جو نظریاتی اختلاف پایا جاتا ہے یہی دراصل بریلوی اور دیوبندی اختلاف ہے۔ مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے درمیان ان مسائل میں اختلاف تو اس وقت سے ہے، جب کہ دیوبند کا مدرسہ قائم بھی نہ ہوا تھا اور مولوی احمد رضا خان صاحب بھی پیدا نہیں ہوئے تھے، اس لیے ان مسائل کو دیوبندی بریلوی اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔ علاوہ ازیں ان مسائل کی حیثیت کسی فریق کے نزدیک بھی ایسی نہیں کہ ان کے ماننے نہ ماننے کی وجہ سے کسی کو کافر یا اہل سنت سے خارج کیا جا سکے۔[۱]

اہل سنت وجماعت کے ممتاز عالم دین علامہ سید احمد سعید کاظمی تحریر فرماتے ہیں:

"دیوبندی حضرات اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلافات کا موجب علمائے دیوبند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں کھلی توہین ہے۔"[۲]

الغرض یہاں سے اختلافات کا آغاز ہوا اور بات یہاں تک بڑھی۔ کہ تقویۃ الایمان کے بعد صراط مستقیم، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، الجہل المقل، اور تحذیر الناس قسم کی کئی کتابیں یکے بعد دیگرے اسی انداز سے آئیں کہ مسلمانوں کے دلوں پر آرے چلا دیئے۔ جس کا لازمی نتیجہ جوابی کارروائی تھی۔ چنانچہ پورے برصغیر میں ان عبارات کے خلاف نفرت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اور علمائے حق نے اردو زبان میں کئی کتابیں لکھیں۔ مولانا فضل حق خیر آبادی نے "امتناع نظیر" اور "تحقیق فتویٰ"، جیسی بلند پایہ کتابیں لکھیں۔ مولانا فضل رسول بدایونی نے "المعتقد المنتقد" تحریر فرمائی۔ صرف "تقویۃ الایمان" کے رد میں سینکڑوں چھوٹی بڑی کتابیں لکھی گئیں۔ اب یہاں پر صرف علماء دیوبند کی چند ایک ایسی عبارات درج کی جاتی ہیں۔ جنہیں ہر مسلمان خالی الذہن ہو کر ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سے پڑھے گا تو وہ اپنے دل سے یہ فیصلہ کئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ کہ یہ

[۱] فیصلہ کن مناظرہ ص۶ مطبوعہ دارالاشاعت فیصل آباد [۲] الحق المبین، علامہ سید احمد کاظمی۔ ص ۱۲، مطبوعہ ملتان

Marfat.com

عبارات محبوبِ خدا، سرورِ انبیاء، مالکِ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی شانِ اقدس میں بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں اور یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی شانِ اقدس میں ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی بھی باعثِ کفر ہے۔ یہاں قرآن مجید فرقانِ حمید کی صرف ایک آیت کریمہ بطورِ مثال پیش کی جاتی ہے۔

یایھا الذین امنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذابٌ الیمۃ" (البقرہ) اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور انظرنا عرض کیا کرو۔ اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے"۔ چونکہ لفظ (راعنا (ذومعنی) سے منافق اور یہودی "چرواہا" مراد لیتے تھے۔ جبکہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم راعنا سے ہماری رعایت فرمائیے، مراد لیتے تھے۔ اور لفظ راعنا سے ایک پہلو گستاخی کا بھی نکلتا تھا تو اللہ تعالےٰ جل وعلا نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رعایت فرماتے ہوئے مومنوں سے فرمایا۔ آئندہ راعنا کی بجائے "انظرنا" کہا کریں۔ یعنی یارسول اللہ ہماری طرف نظرِ رحمت فرمائیے۔ اور تنبیہہ فرمائی کہ اگر آئندہ کوئی راعنا کہے گا تو کافر ہو جائے گا۔ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اب اس سلسلے میں چند فتوے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ جناب مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ کاشمیری تحریر فرماتے ہیں۔" بارگاہ انبیاء میں گستاخی کفر ہے، چاہے اس سے قائل کی مراد توہین کی نہ بھی ہو۔" (بحوالہ مقدمہ دعوتِ فکر صہ۲)

۲۔ جناب مولوی حسین احمد صاحب مدنی فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین موجب کفر ہے۔ صریح توہین تو درکنار، اگر کوئی شخص ایسے کلمات کہے گا جو کہ موہم توہین ہوں گے تو وہ بھی کفر کا سبب ہوگا۔" (مقدمہ دعوتِ فکر صہ۲)

۳۔ انہیں کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ ہو: "جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی ہوتا ہے ان کو بھی ابتداء جناب رسالتمآب علیہ السلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ

Marfat.com

بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیئے۔ اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آئے تو قتل کرنا چاہیئے کہ موذی گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ' اور اس کے رسول امین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے۔" (الشہاب الثاقب ص۵)

۴۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ: "جو الفاظ موہم تحقیر سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہو۔ مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔" (لطائف رشیدیہ ص۲۲)

۵۔ جناب مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند اشد العذاب ص۴ میں لکھتے ہیں۔ "عابد، زاہد، محدث، مفسر، مبلغ اسلام ہونے کے باوجود بھی انبیاء کی توہین کرنے والا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین بمعنی آخری کا انکار یا اس معنی کو غلط کہنے والا مرتد ہے۔ نیز ص۸ پر لکھتے ہیں۔ کہ ضروریات دین سے انکار کرنے والا، انبیاء کی توہین کرنے والے کو کافر نہ کہنا اور احتیاط کرنا خود کفر ہے۔ مسلمان خوب سمجھ لیں کہ اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں۔ حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ منکر ضروریات دین اور انبیاء کی توہین کرنے والے منافقین کو کافر کہا جائے ورنہ کیا حضور علیہ السلام کے زمانہ کے منافقین سب کچھ فرائض و واجبات ادا نہ کرتے تھے۔ اور کیا وہ اہل قبلہ نہ تھے۔ بس حکم یہی ہے کہ ایسے لوگوں کو کافر کہا جائے آسمان ٹلے زمین ٹلے یہ حکم نہیں ٹل سکتا۔

۶۔ "کل امت کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ناروا الفاظ کہنے والا کافر ہے۔ اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

(انور شاہ کشمیری، مولانا: اکفار الملحدین فی ضروریات الدین مطبوعہ دہلی ۱۳۵۰ھ، ص ۴۳)

۷۔ "انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریات دین سے ہے۔"

(محمد مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا: اشد العذاب علی مسیلمۃ البنجاب مطبوعہ دیوبند ۱۳۴۲ھ ص ۹)

Marfat.com

اِن تمام تصریحات کے بعد اب کسی قسم کے شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔ اَور یہ بات واضح ہو سامنے آجاتی ہے کہ ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے۔ ایک بات تفصیل طلب رہ جاتی ہے کہ ضروریاتِ دین کی تاویل کرنے والا کس زمرہ میں ہے؟۔ آیا وُہ بھی کافر ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلے میں شاہ صاحب (مولانا انور شاہ کشمیری) کی رائے یہ ہے کہ ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے اَور اس میں تاویل کرنے والا بھی کافر ہے محمد رضوان اللہ، پروفیسر: مولانا انور شاہ کشمیری مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۷۴ء ص ۲۲۷

شفاء شریف میں ہے "صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔" شرح شفاء قاری میں ہے "ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔" نسیم الریاض میں ہے۔ "ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیاناً سمجھی جائے گی۔"

یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول، پیغمبر کہے اور معنی یہ لے کر میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا اَور یہ تاویل نہ سنی جائے گی۔ (فتاویٰ خلاصہ، فتاویٰ ہندیہ)

قارئین کرام! مندرجہ بالا فتاویٰ کو ذہن میں رکھیے اور ذیل کی عبارات کو بغور پڑھیے اور اپنے دل سے پوچھیے کہ کیا یہ عبارات گستاخانہ اور کفریہ نہیں ہیں؟ اگر ہیں اور ضرور ہیں تو ان عبارات اور ان کے مصنفین سے نفرت اور بیزاری کا برملا اعلان کر کے نبی کریم رؤف الرحیم سے اپنی محبت و مودت کا ثبوت فراہم کیجیے!

لطف یہ ہے کہ ان عبارات کو بعض علماء دیوبند نے بھی کفریہ قرار دیا ہے۔ کاش کہ ان عبارات کو کتابوں سے نکال دیا جاتا اور رجوع کر لیا جاتا تاکہ دیوبندی بریلوی اختلاف ختم ہو جاتا۔ چند اصحاب کے مطالبے پر حوالہ جات کو فوٹو سٹیٹ کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ سیاق و سباق کا پتہ چل سکے۔ ملاحظہ ہو:

گستاخانہ عبارتیں

(۱) جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق، بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ تقویۃ الایمان ص ۴۲ مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی۔ طابع و ناشر المحدیث اکادمی کشمیری بازار، لاہور (ملاحظہ ہو فوٹو سٹیٹ)

Marfat.com

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۗ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (۲۱/۱۳)

اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور نصیحت کرتا تھا اس کو: اے بیٹے میرے ! مت شریک بنا اللہ کا۔ بیشک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے

یعنی اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی۔ سو انہوں نے اس سے سمجھا، بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا۔ جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا۔ جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے۔ اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی؟ اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ایسے ہی عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے۔ اس واسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے۔ سو اللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اس کی بے ادبی ہے۔

توحید ہی راہ نجات ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ انبیاء میں:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ (۲۱/۲۵)

اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بیشک بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے۔ سو بندگی کرو میری

یعنی جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے کہ اللہ کو مانیئے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانیئے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شریعتوں میں ہے۔ سو یہی راہ نجات کی ہے۔ اس کے سوائے اور سب راہیں غلط ہیں۔

خط کشیدہ عبارت کو پڑھیے اور بتائیے کہ کیا "ہر مخلوق بڑا ہو" انبیاء، اولیاء اور نبی الانبیاء محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل نہیں ہیں۔ کیا یہ پاک ہستیاں اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ مصنف کے نزدیک چمار کا درجہ زیادہ ہے اور انبیاء کا کم۔ اسی لئے تو لکھا ہے کہ چمار سے بھی ذلیل۔ کیا یہ انداز گفتگو مقبولین خدا کی صریح

Marfat.com

مومن نہیں ہے۔ جبکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے " اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۔ (الحجرات) ترجمہ: بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے " کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ کوئی متقی اور پرہیزگار ہو سکتا ہے۔ جبکہ آپ نے خود ارشاد فرمایا۔ " میں سب آدمیوں میں سے زیادہ پرہیزگار ہوں اور سب سے زیادہ اللہ کے یہاں عزت والا ہوں اور کچھ فخر مراد نہیں " (شفا شریف عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ) ۔ اس لحاظ سے آپ سب سے زیادہ عزت والے ہوئے نہ کہ ذرہ ناچیز سے کمتر اور چمار سے بھی ذلیل ۔

اسی کے تحت دیوبند مکتب فکر کے ترجمان ماہنامہ تجلّی کے ایڈیٹر مولوی عامر عثمانی لکھتے ہیں کہ " مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں فصل فی الاجتناب عن الشرک کے ذیل میں لکھا ہے " ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔" کیا اس کا صاف اور بدیہی مطلب یہ نہیں کہ اولیاء و صحابہ تو ایک طرف رہے۔ تمام انبیاء و رسل اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ کیسا خطرناک انداز بیان ہے۔ کتنے لرزا دینے والے الفاظ ہیں۔ (تجلّی فروری، مارچ ۱۹۵۷ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ میں الٰہ کا ترجمہ ماننے کے لائق لکھ مارا حالانکہ الٰہ کا معنی بندگی کے لائق ہوتا ہے آگے اللہ کو مانیے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانیے " لکھا۔ حالانکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔ کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ توحید کے نشے میں رسول کی اطاعت سے بھی انکار یہی کچھ تو اہلِ قرآن کہتے ہیں۔ جنہیں منکرِ حدیث کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

۲ اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب انبیاء اور اولیاء اس کے رو برو ایک ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں۔ (کتاب مذکورہ بالا ص ۱۰۴) ملاحظہ ہو فوٹو سٹیٹ:

۱۰۴

سَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وُجُوْهِ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ اِنَّهٗ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى اَحَدٍ شَاْنُ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَيْحَكَ اَتَدْرِيْ مَا اللّٰهُ اِنَّ عَرْشَهٗ عَلٰى سَمٰوٰتِهٖ هٰكَذَا وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَيَئِطُّ بِهٖ اَطِيْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ۔[1]

نرالا ہے اللہ! سو اللہ کی پاکی یہاں تک بولتے رہے کہ اس کا اثر ان کے یاروں کے چہروں میں معلوم ہونے لگا پھر فرمایا: کیا بے وقوف ہے تو! اللہ کو سفارشی نہیں لاتے کسی کے آگے۔ اللہ کی شان بہت بڑی ہے اس سے۔ کیا بیوقوف ہے تو! جانتا ہے تو کیا چیز ہے اللہ؟ بے شک تخت اس کا اس کے آسمانوں پر اس طرح سے ہے اور بتلایا اپنی انگلیوں سے کہ قبے کی طرح اور بے شک وہ عرش چرچر بولتا ہے اس سے جیسا چرچر بولے پالان اونٹ کا سوار کے بوجھ سے۔

یعنی ملک عرب میں قحط پڑا تھا۔ سو ایک گنوار نے آکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ان کی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمہاری سفارش اللہ کے پاس ہم چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے پاس۔ سو یہ بات سن کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوف اور دہشت میں آگئے۔ اللہ کی بڑائی ان کے منہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے لوگوں کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے۔ پھر اس شخص کو سمجھایا کہ کسی کو جو کسی کے پاس اپنا سفارشی ٹھہرائے تو یوں ہوتا ہے کہ اصل کاروبار اس کے اختیار میں ہو اور سفارش کرنے والے کی خاطر وہ کر دے۔ سو جب یہ کہا اللہ کو سفارشی پیغمبر کے پاس ہم نے ٹھہرایا سو گویا اصل مختار پیغمبر کو سمجھا اور اللہ کو سفارشی۔ سو یہ بات محض غلط ہے۔ اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں کہ سارے آسمان و زمین کو عرش اس کا قبے کی طرح گھیر رہا ہے اور باوجود اس بڑائی کے اس شاہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا بلکہ اس کی عظمت سے چرچر بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا

[1] مشکوٰۃ مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۵۰۹۔

خط کشیدہ الفاظ کو پڑھیے اور شوخی تحریر کی داد دیجئے۔ واقعہ قحط حق ہے اور گنوار سے آپ کا فرمان بھی برحق کہ بڑے کی سفارش چھوٹے کے ہاں ناجائز۔ مگر

انبیاء اور اولیاء ذرہ ناچیز سے کمتر کیسے؟ جبکہ انبیاء اور اولیاء بعد از خدا تمام مخلوق سے بہتر ہوتے ہیں نہ کہ کمتر۔ اس عبارت سے تو انبیاء اور اولیاء کی توہین ثابت ہوتی ہے نہ کہ عزت۔ جبکہ فرمانِ خداوندی ہے: وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۞ اَلْمُنٰفِقُوْن۔ یعنی بے شک عزت تو اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافق نہیں نہیں جانتے۔" تو ایسے گستاخانہ کلمات کہنے والا عنداللہ منافق ٹھہرا۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان بیان فرماتا ہے۔ وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْہًا۔ یعنی موسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے روبرو بڑی عزت والا ہے۔ خدا تعالیٰ تو انہیں اپنے روبرو عزت والا فرمائے۔ اور یہ بدنصیب ان پاک ہستیوں کو ذرہ ناچیز سے بھی کم درجہ لکھے۔ یہ کیسی ہے۔

(۳) معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء، امام زادے، پیر، شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ص ۱۱۱

۱۱۱

یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کی چاہیئے۔
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء، امام زادے، پیر، شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی۔ وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم کیا۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے، نہ خدا کی سی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضے بزرگوں کو بعضے درخت اور بعضے جانور مانتے ہیں۔ چنانچہ بعضی درگاہوں پر شیر حاضر ہوتے ہیں اور بعضی پر ہاتھی، بعضی پر بھیڑیے مگر آدمی کو اس کی کچھ سند نہ پکڑنی

خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھیئے : انبیاء۔ سب انسان۔ ہمارے بھائی بڑے بھائی۔ سب بھائی۔ یہاں نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عام انسانوں میں شامل کیا اور بڑے بھائی کہا ۔ حالانکہ آپ اُمت کے باپ ہیں نہ کہ بھائی۔ کیونکہ قرآن مجید تو (وَاَزواجُہٗ اُمَّھَاتُھُم ۔) حضور کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں کہتا ہے تو آپ مومنوں کے باپ ٹھہرے نہ کہ بھائی۔ اگر کُلُّ مومنٍ اُخوۃٌ کے تحت تم حضور علیہ السلام کو اپنا بھائی کہو گے تو حضور علیہ السلام کی بیویاں آپ کی بھاوج (بھرجائی) ہوں گی نہ کہ مائیں ۔ جو نصِ قرآنی کے خلاف ہے۔

حضور اقدس کو بڑا بھائی بتانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین ہے۔ بڑا بھائی کیا چیز ہے؟ بڑے بھائی کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح بھی درست ہے۔ لیکن جناب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویاں تمام امت کے لئے حرام ہیں۔ کیونکہ وہ سب مومنوں کی مائیں ہیں ۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا کس قدر بارگاہ نبوّت کی توہین ہے۔

کُلّ مومن اُخوۃ کا معنی یہی لیا جائے کہ تمام مومن بھائی بھائی ہیں تو اللہ تعالٰے کو بھی اپنا بھائی کہو گے کیونکہ اللہ تعالٰے کا ایک صفاتی نام مومن بھی ہے ۔ ھو اللہ الذین لا الٰہ الا ھو۔ الملک القدوس السلٰم المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ۔ ۲۳ (الحشر) کسی نے کیا خوب کہا ہے

قرآن تو کہتا ہے کہ ایمان ہیں یہ ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

چلتے چلتے مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی دیوبندی کا فتوی بھی سنتے جائیے :

"کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا۔ اور جو اس

Marfat.com

کا قائل ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (المہند ص۲۸)

مسئلہ:- بڑے بھائی کو گالی دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا، مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ نماز میں بڑے بھائی کو سلام کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام یہ ہے کہ جب نمازی حالت نماز میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نہ پڑھے نماز مکمل ہی نہیں ہوتی

یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں ص۱۱۱ (۴)

۱۱۲

مشکوۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ:

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا۔

ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے۔ سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجئے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر کہا میں نے: گیا تھا میں حیرہ کو سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم آپ کو۔ تو فرمایا مجھ کو: بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا تو سجدہ کرے اس کو میں نے کہا نہیں فرمایا تو مت کرو ایسا۔

یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں سجدہ تو اسی ذات پاک کو ہے کہ نہ مرے کبھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے، نہ کسی مردے کو، نہ کسی قبر کو کیجئے، نہ کسی تھان کو، کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار، پھر مر کر کچھ خدا نہیں بن گیا۔ بندے کا بندہ ہی ہے۔

Marfat.com

مذکورہ حدیث پاک سے صرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ ہی زندگی میں سجدہ جائز تھا اور نہ ہی آپ کی قبر مبارک کو۔ اور یہ الفاظ کہ "یعنی میں ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" خلاف حدیث ہے کہ اللہ تعالٰے نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ان کو کھائے تو اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔"

مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے لکھا ہے "ہمارے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء اور شہداء کے ساتھ یہ حیات برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے تمام مسلمانوں کو بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیا بحیاۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ انبیاء اور شہدا کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی۔ اور موسٰے علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔" (المہند ص ۶)

اور بیت المقدس میں تمام انبیاء کا آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنا اور آسمانوں پر انبیاء کا آپ سے استقبال کرنا ثابت ہے حیات النبی کے عقیدہ پر تو بہت سے دیوبندی علماء نے کتابیں بھی لکھی ہیں۔ مولانا قاسم نانوتوی صاحب کی آبحیات تو بہت ہی مشہور ہے۔ اس کے علاوہ زیارۃ القبور مصنفہ سید بادشاہ گل اکوڑہ خٹک اور رحمتِ کائنات، مصنفہ قاضی محمد زاہد الحسینی اٹک اور حیاتِ نبوی، مصنفہ قاری منظور الحق صاحب سعدی پارک لاہور۔

Marfat.com

۵ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ صہ ۸۲

> **من گھڑت نام شرک ہیں**
>
> وہاں نہ اللہ کے سوا کوئی ہے اور نہ کسی کا یہ نام۔ اگر کسی کا یہ نام ہے تو اس کو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں۔ سو سب خیال ہی خیال ہے۔ اس نام کا کوئی شخص وہاں مالک و مختار نہیں۔ جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے، محمد یا علی نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ سو ایسا شخص کہ اس کا نام محمد یا علی ہو اور اس کے اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں، ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے۔ سو اس قسم کے خیالات باندھنے کا تو اللہ نے حکم نہیں دیا۔ کسی کا حکم اس کے مقابل میں معتبر نہیں۔ بلکہ اللہ نے تو ایسے خیالات باندھنے سے منع کیا ہے اور

ذرا شوخی تحریر تو ملاحظہ فرمایئے۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سید الاولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی کو کس تحقیر سے لیا جا رہا ہے۔ جیسے کوئی چھوٹے بھائی یا بچے کا نام لے رہا ہو۔ حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل و علا نے قرآن مجید میں اپنے محبوب کے لئے فرمایا کہ تم میرے رسول کا اس طرح ذکر نہ کیا کرو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرو تو ادب و تکریم اور توقیر و تعظیم کے ساتھ آپ کے معظم القاب سے نرم آواز کے ساتھ متواضعانہ و منکسرانہ لہجہ میں۔

باقی رہا آپ کے اختیار کا مسئلہ تو آپ کو تو مرنے جینے کا بھی اختیار دیا گیا تھا۔ جیسے حدیث شریف میں آتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو دنیا میں رہنے یا آخرت قبول کرنے کا اختیار دیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء صہ ۹۱)

شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ یا احمد المختار کہہ کر پکارتے ہیں۔

یا احمد المختار یا زین الوریٰ یا خاتماً للرسل ما اعلاک

اور حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کلیات امدادیہ صہ ۳۰۵ پر یوں رقمطراز

Marfat.com

ہیں کہ : "اچھا ہوں یا بُرا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں

پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسولؐ

اور اس کے صفحہ ۳۶ پر یوں تحریر ہے کہ "فنا کے مرتبہ میں (ولی) خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے۔ اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں۔ اور اسی میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لایبغیان کے مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم میں متصرف ہو جاتا ہے اور سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصرف ہو کر اس کا اثر ظاہر کرتا ہے۔

صـ۳ عالم الملک اور عالم ملکوت میں خدائے حکیم سے (عارف) تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بڑا ہے۔ بلکہ صراط مستقیم صـ۱۰۱ پر مولوی اسماعیل صاحب لکھتے ہیں۔ بلند مراتب اور اونچے درجے پر فائز ہونے والے ان مردانِ حق کو کائناتِ ہستی میں تصرف کا اذن اور اختیار دے دیا گیا ہے۔

بلکہ حضور علیہ السلام کو تو حلال و حرام کا اختیار بھی دیا گیا تھا۔ کہ "پاک چیزوں کو حلال اور خبیث چیزوں کو حرام کرتا ہے"۔ (قرآن)

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد یحییٰ قدس سرہ سے منقول ہے "اور اہلِ تصرف کے کئی اقسام ہیں بعض ماذون و مختار ہیں کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں"۔ (ارشادات رحیمیہ صـ۲۴)

Marfat.com

(۶) یعنی جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں، سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی کو، نہ ولی کو، نہ اپنا حال، نہ دوسرے کا (کتاب مذکورہ بالا صفحہ ۶۱، ۶۲)

مشکوٰۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ:

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ لَا أَدْرِي وَاللهِ لَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ۔

بخاری نے ذکر کیا کہ نقل کیا ام العلا انصاریہ نے کہ کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے: قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں، پھر قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے

۶۲

یعنی جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا، خواہ دنیا میں، خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی کو، نہ ولی کو، نہ اپنا حال، نہ دوسرے کا۔ اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی یا الہام سے بتائی کہ فلانے کا انجام بخیر ہے یا برا سو وہ بات مجمل ہے۔ اس سے زیادہ معلوم کر لینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے

آج کل دیوبندی علماء کی تقاریر کا موضوع یہی بنا ہوا ہے۔ اور گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ نبی کو اپنے متعلق ہی علم نہیں کہ میرے ساتھ آخرت میں کیا معاملہ ہوگا تو وہ ہمارے متعلق کیا بتا سکتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) بلکہ یہ حضرات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے عدم جوازِ علم کیلئے بھی یہ حدیث بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ جبکہ ہم اسی حدیث سے آپ کے علم غیب کا جواز ثابت کرتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں لفظ لا ادری آیا ہے جو بنا ہے درایت سے جس کا معنیٰ ہے تخمینے اور ظن سے معلوم کرنا جسے اردو میں اٹکل پچو سے جاننا کہتے ہیں جیسا کہ

Marfat.com

مفردات راغب اور ردّ المختار میں ہے قرآن پاک میں یہ لفظ کئی موقعوں پر آیا ہے اور اس سے مخاطب عموماً حضور علیہ السلام ہی ہوتے ہیں جیسے " وان ادری اقریبٌ ام بعیدٌ ما توعدون " الخ ۔ کہ میں تخمینے سے نہیں جانتا کہ (قیامت) قریب ہے یا دور جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے "۔ یا " ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان یعنی میں (بن بتائے) نہیں جانتا کتاب اور ایمان ۔ یہاں بھی بے تعلیم الٰہی محض اپنے عقل و قیاس سے جاننے کی نفی ہے نہ کہ مطلق علم کی اور اس حدیث مبارکہ میں بھی اپنے اور لوگوں کے انجام کے جاننے کی نفی محض تخمینے سے ہے نہ کہ وحی سے جاننے کے جیساکہ حدیث شریف میں آیا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا جو کہ نہایت متقی، پرہیزگار اور تارک الدنیا صحابی تھے تو آپ کی بیوی نے حضور علیہ السلام کے روبرو جوشِ محبت میں آکر یوں کہہ دیا " ھنیئاً لک الجنة یعنی تجھے جنت مبارک ہو " اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس طرح تخمینے سے تو میں بھی نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور تمہارے ساتھ، جس کی تائید قرآن پاک کی آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے ۔ " وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحی الیّ ۔ یعنی میں تخمینے سے نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور تمہارے ساتھ ۔ مگر میں تو اسی کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے "۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں جنت میں داخل ہوں گا اور میری اونٹنی کی مہار حضرت بلال رضی اللہ عنہ پکڑے ہوں گے ۔ بلکہ آپ نے عشرہ مبشرہ کے نام لے کر فرمایا کہ یہ سب قطعی جنتی ہیں ۔

بلکہ آپ نے اہل بدر سے مخاطب ہو کر فرمایا " اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم ۔ (ابوداؤد) ترجمہ :۔ تم اب جو عمل چاہو کرو تم بخشے بخشائے ہو " دوسری

حکم یوں ارشاد فرمایا:- اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ (بخاری شریف)

ترجمہ:- اب تم جو عمل چاہو کرو بے شک تم پر جنت[1] واجب ہو چکی۔

نیز فرمایا "جنگ بدر میں جو شخص شریک ہوا اُس کو جنت کی بشارت دے دو۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۶۲ بحوالہ دار قطنی)

عقیدہ:- اہل سنت وجماعت کا تو عقیدہ ہے کہ جملہ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قطعی جنتی ہیں بلکہ اُمتِ مرحومہ کے اہل کبائر بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

باقی مجمل اور مفصل کا مسئلہ سمجھنے کے لئے احادیث مبارکہ خصوصاً مشکوٰۃ شریف کا مطالعہ ضروری ہے۔ جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ دنیا میں ہوگا اور قبر میں ہوگا اور جو کچھ آخرت میں ہوگا تفصیلاً بتا دیا اور جنت دوزخ میں انسانوں کی جزا وسزا، یہاں تک کہ قبروں سے اٹھنے کی کیفیت، میدان حشر میں انسانوں کا پیاس کی شدت سے العطش العطش پکارنا اور آپ کا حوضِ کوثر سے سیراب فرمانا، میزان پر اعمال کا تولا جانا، پل صراط سے گزرنا اور انبیاء علیہم السلام کے پاس برائے شفاعت جانا، تمام انبیاء کا نفسی نفسی فرمانا اور آخر میں نبی الانبیاء کی بارگاہ میں التجا کرنا اور آپ کا بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہو کر اجازت شفاعت چاہنا۔ اور شفاعت کے لئے آپ کی عزت افزائی کے لئے مقام محمود کا انعقاد اور ہاتھ میں لوائے حمد کا تھامنا اور تمام انبیاء کا آپ کے مناقب بیان کرنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا "شفاعت کیجئے تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی"۔ اور آپ کا اہلِ کبائر کے لئے شفاعت فرمانا حتیٰ کہ دوزخ سے آخری اُمتی کا باہر آنا اور جنت میں جنتیوں کی مہمانی فرمانا اور جنت کی نعمتوں کا ذکر اور وہاں دیدار الٰہی کا انعام خاص وغیرہ۔

[1] ابن سعد نے خصائص میں لکھا ہے کہ جنت کی زمین اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور جاگیر عطا فرما دی جس کو چاہیں عطا فرمادیں آپ کے بس میں ہے۔
(الملفوظ ص ۱۰۰ (اول) مصنف لطیفہ حضرت خواجہ ... مرقع شیما المسمی الطیبات و ... مرقع شریف)

(۷) جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار، سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (کتاب مذکورہ بالا ص ۱۱۵)

۱۱۵

مشکوٰۃ کے باب المفاخرت میں لکھا ہے کہ:

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَیِّدُنَا فَقَالَ السَّیِّدُ اللّٰہُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَکُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِکُمْ وَلَا یَسْتَجْرِیَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ۔

ابو داؤد نے ذکر کیا کہ مطرف نے نقل کیا، آیا میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر کہا ہم نے کہ آپ سردار ہیں ہمارے۔ سو فرمایا: سردار تو اللہ ہی ہے۔ پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہمارے ہو بزرگی میں اور بڑے سخی ہو۔ سو فرمایا: خیر اس طرح کا کلام کہو، بلکہ اس سے بھی تھوڑا کلام کرو، اور تم کو بے ادب نہ کردے شیطان۔

یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جائے۔

لفظ سید کے دو معنی اب سنا چاہیے کہ سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ مالک و مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو۔ خود آپ جو چاہے سو کرے، جیسے ظاہر میں بادشاہ۔ سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے۔ ان معنوں کو اس کے سوا کوئی سردار نہیں۔ دوسرے یہ معنی کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آئے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے، جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار۔ سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے، ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا، ہر مجتہد اپنے تابعوں کا، ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں۔ سو اس طرح سے ہمارے

خدا جانے ان کو وہ حدیثیں اور آیتیں کیوں نظر نہیں آئیں۔ جن میں انبیاء کرام و اولیاء عظام کی رفعت شان بیان کی گئی ہو۔ کیا حضور علیہ السلام سید الانبیاء نہیں ہیں کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا درجہ تمام انبیاء سے اعلیٰ و ارفع ہے کیونکہ مجھے

Marfat.com

اللہ نے اپنا محبوب بنایا ہے۔ بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہو اس کے علاوہ جو بھی تعظیم بعد از خدا ہو سکتی ہے، میرے لئے بجا لاؤ۔ اسی لئے تو کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

باقی رہا سوال گاؤں کے چودھری، جیسا درجہ تو یاد رکھو کسی نبی کے مقابلے میں کسی امتی کے لئے لفظ ایسا، جیسا، ویسا لکھنا اور کہنا ہی کفر ہے۔ کیا گاؤں کے چودھری کی اطاعت اتنی ہی فرض ہے جتنی کسی نبی کی، یا کیا گاؤں کے چودھری کی اتنی ہی عزت کرنی لازم ہے جتنی کسی نبی کی۔ کیا گاؤں کے چودھری کی نافرمانی سے آدمی کافر ہو جاتا ہے جیسے نبی کی نافرمانی سے۔ کیا گاؤں کے چودھری کی بے عزتی کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، جیسے کسی نبی کی بے عزتی کرنے سے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ تو آپ خود ہی فیصلہ فرما لیں کہ ان لوگوں نے کیا موضوع بنا رکھا ہے کیا توہینِ رسالت کے علاوہ اور کوئی موضوع نہیں رہ گیا۔ کیا یہ توحید کی بیجا حمایت نہیں ہے۔ کیا رسالت کی توہین کرنا ہی توحید کی حمایت ہے۔ یاد رکھو توحید بغیر تعظیم رسالت، شیطانی توحید ہے۔ کیا شیطان مؤحد اور توحید پرست نہ تھا۔ آخر اس نے کیا قصور کیا تھا کہ راندہ درگاہ ہو گیا۔ صرف اور محض صرف توہین رسالت، وہ سجدۂ تعظیمی اور سجدۂ عبادت میں فرق نہ کر سکا۔ یاد رکھو۔ مؤحد حقیقی وہی ہو سکتا ہے جو عبادت خدا کی کرے اور تعظیم خدا کے مقبول بندوں کی۔

شیطان نے خلیفۃ اللہ کی تعظیم نہ کی تو اس کی۔ ۱ لاکھ سال کی عبادت کام نہ آئی، اور جنت سے نکال دیا گیا۔ تو ثابت ہوا کہ جنت میں بے ادب داخل نہیں ہو سکے گا۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

Marfat.com

⑧ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی، جن، فرشتے، جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ ص ۶۰

٦٠

سوائے آمنا وصدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے پھر بات اُلٹنے کا تو کیا ذکر اور کسی کی وکالت در حمایت کرنے کی کیا طاقت؟

شفاعت کی قسمیں اس جگہ ایک بات بڑے کام کی ہے۔ اس کو کان رکھ کر سن لیا چاہیئے کہ اکثر لوگ اولیاء انبیاء کی شفاعت پر بھول رہے ہیں اور اس کے معنی غلط سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں سو شفاعت کی حقیقت سمجھ لینا چاہیئے سنا چاہیئے کہ شفاعت کہتے ہیں سفارش کو اور دنیا میں سفارش کئی طرح کی ہوتی ہے۔ جیسے ظاہر کے بادشاہ کے ہاں کسی شخص کی چوری ثابت ہو جائے اور کوئی امیر و وزیر اس کو اپنی سفارش سے بچا لے تو ایک تو یہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اس چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے اور اس کے آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے۔ مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا اور اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ امیر اس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے درگزر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجیئے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جاویں اور سلطنت کی رونق گھٹ جاوے اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں۔ اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی سفارش چلی۔

شفاعت وجاہت ممکن نہیں سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جو کوئی نبی اور ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے ہو وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل کہ اس نے خدا کے معنی کچھ بھی نہیں سمجھے اور اس مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی۔ اس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی، جن اور فرشتے، جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر

Marfat.com

یہاں پر اعتراض "اس قسم کی سفارش" پر نہیں - اعتراض محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالنے پر ہے۔

کروڑوں محمد کے برابر پیدا کرنے سے آپ حبیب خدا اور آخری رسول نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ حبیب اور آخری تو ایک ہی ہوتا ہے نہ کہ کروڑوں اور زہرا فزا روس جل وعلا نے آپ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا ہے ۔ اس عبارت سے امکانِ نظیر کا مسئلہ پیدا ہوا اور اس نظریے کی تردید میں مولانا فضل الحق خیر آبادی نے مسئلہ امتناع نظیر نامی کتاب لکھی اور مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعتقد المنتقد تحریر فرمائی اور غوث زمان حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ گولڑوی نے "امکان نظیر" کے مسئلے کو جس طرح حل فرمایا ملاحظہ ہو۔

مسئلہ امتناعِ نظیر

(آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر کے امتناع کے متعلق سوال کیا گیا حضور قبلہ عالم اصل مدعا شروع کرنے سے پہلے فرماتے ہیں) ۔ کہ اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط کسی کی

مقدمات (۱) ممتنعات ذاتی کا خروج احاطۂ قدرت حق سبحانہ تعالیٰ سے کمال ذاتی بار تعالیٰ پر دھبہ نہیں لگاتا بلکہ یہ قصور راجع بجانب قابل ہے کہ ممتنع ذاتی قبولیت کا صالح نہیں۔

۲۔ انقلاب حقائق واقعیہ کا خواہ معدودات سے ہوں مثل انسان فرس ، بقر غنم کی یا مراتب عددیہ سے ہوں مثل ایک ، دو ، تین ، چار یا مختلطہ یعنی معدود بحیثیت عروض مرتبہ عددی مثلاً زید جو اول مولود ہے بہ نسبت باقی اولاد عمر کے) ممتنع بالذات ہے۔

۳۔ نظیر کسی چیز کی اسی کو کہا جاتا ہے کہ علاوہ مشارکت نوعی کے اوصاف ممیزہ کاملہ میں ایسی چیز کا ہم پلہ ہو۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحسب الحقیقۃ الروحانیۃ النوریۃ اول مخلوق ہیں۔

Marfat.com

اوّل ما خلق اللہ نوری - اور ما خلق اللہ العقل تصریحات محققین
و اہل کشف و شہود اس پر شاہد ہیں کہ کما قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر
فلم یکن اقرب الیہ قبولا فی ذالک الھباء الا حقیقۃ محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم المسماۃ العقل فکان مبداء العالم باسرہ واوّل
ظاہر فی الوجود فکان وجودہ من ذالک النور الالٰہی اور آخر الانبیاء
بھی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔

اہل بصیرت کو ان مقدمات مذکورہ پر گہری نظر ڈالنے سے ثابت ہوجاتا ہے
کہ نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود ممتنع بالذات بدیں معنی ہے کہ
خالق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آپ کو ایسا بنایا ہے اور ایسے کاملہ ممیزہ مختصہ صفات کے
ساتھ سنوارا ہے کہ جس سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ در صورت فرض وجود نظیر انقلاب
حقیقت لازم آتا ہے کیونکہ فرض نظیر کا وجود آپ کے بعد ہی ہوگا تو لا محالہ ایسا معدود
ہوگا جس کو مرتبہ ثانیہ کا معروض ہو اور نظیر کہلانے کا مستحق جب ہی ہوسکتا ہے کہ وصف
ممیز کامل یعنی اوّل مخلوقیت و ختم نبوت میں مشارک ہو تو معروض ثانیہ کا معروض مرتبہ
اولیٰ کا ہو۔ ایسا ہی بلحاظ ختمیت فرض کیا کہ آپ مثلاً چھٹے مرتبہ میں تو نظیر آپ کی معروض
ساتویں مرتبہ کی مثلاً ہو کر معروض مرتبہ سادسہ کی ہوگی و ہو خلف۔ ہاں اس میں شک
نہیں کہ ممتنعات ذاتیہ میں سے دو قسم ثالث میں فرق ظاہر ہے۔ کیونکہ قسم ثالث کا امتناع
اوصاف عارضہ کے لحاظ سے ہے اس لیے کہ محل بحث امتناع یا امکان نظیر ہے۔
نہ امتناع یا امکان مثل۔

خلاصہ یہ کہ آئینہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں خالق عز مجدہ نے جداگانہ کمال دکھایا
یعنی ایسا بنایا کہ نظیرش امکان ندارد فھذا الکمال راجع الیہ سبحانہٗ کما ان
ھذا الجمال مختص بہ من صنع اللہ تعالیٰ سبحان من خلقہ واحسنہ
واجملہ واکملہ۔

ناظرین کو بعد از غور واضح ہو سکتا ہے کہ مسئلہ امتناع نظیر میں فقیر کا مسلک و
طرز اثبات مدعا میں جداگانہ ہے کیونکہ اس مدعا میں لزوم کذب فی الکلام الباری عز اسمہ
سے کام نہیں لیا۔ ھذا ما فی ذھنی القاصر الان لعل الحق لا یتجاوز عنہ والحمد
للہ اولاً و اخراً وھو یقول و یھدی السبیل
فتاوی مہریہ صفحہ ۱۵ تا ۱۷

Marfat.com

ان عبارات کا ماحصل یہ ہے چونکہ آپ کا نور سب سے پہلے پیدا فرمایا گیا، اس لئے آپ سب سے اوّل ہوئے اور اوّل ایک ہی ہوتا ہے نہ کہ کروڑوں

ii۔ چونکہ آپ آخری نبی ہیں اور آخری ایک ہی ہوتا ہے نہ کروڑوں۔ اس لئے آپ کا نظیر ممکن نہیں۔

⑨ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہونا۔ (۱۰۲)

صرف ماشاء اللہ کہو

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ:

اَخْرَجَ فِی شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْ حُذَیْفَۃَ	شرح السنہ نے ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوں نہ بولا کرو، جو چاہے
اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ	اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط۔

یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں۔ سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملا دے گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مگر یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت کے کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے

مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی خوبصورت چیز کو دیکھو تو ماشاء اللہ کہو، وشاء محمد نہ کہو۔ اور یہی کچھ تمام مسلمان کہتے ہیں، کبھی کسی نے وشاء محمد نہیں کہا۔ باقی رہا مصنف کا فیصلہ کہ "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" یہ سراسر زیادتی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہنے سے تو قبلہ تبدیل ہو گیا ہے۔

"قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا" (القرآن)

ترجمہ ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا بار بار آسمان کو منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیتے ہیں اس قبلہ کی طرف جسے تم چاہتے ہو۔" نیز فرمایا باری تعالیٰ جل شانہ نے "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ

Marfat.com

آپ راضی ہو جائیں گے" اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا۔ میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا۔ جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں رہ جائیگا"۔

نیز حدیث قدسی میں آیا ہے: کل یطلبون رضائی وانا اطلب رضائک یا محمد "کہ تمام مخلوق میری (یعنی اللہ کی) رضا چاہتی ہے اور اے محمد میں تمہاری رضا چاہتا ہوں"
اسی لئے کسی عاشق نے یوں فرمایا ہے ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ‏ ‏ ‏ خدا چاہتا ہے رضائے محمد

یہاں تو لفظ چاہنے کی بحث ختم ہوئی۔ اس حدیث کا اگلی عبارت سے کیا تعلق۔

.... یہ نہ کہے کہ اللہ اور رسول ہی جانے۔ کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر"۔

۱۰ کسی کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر؟ ص۱۰۸

۱۰۸

ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے۔ کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے، رسول کو کیا خبر؟

صحابہ کبار رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین تو ہر بات پر یہی عرض کرتے "واللہ اعلم و رسولہٗ" کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ دراصل مصنف صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ علم غیب صرف خدا ہی جانتا ہے رسول مطلقاً غیب نہیں جانتا۔

آئیے ذرا علم غیب کے مسئلے میں بعض علماء دیوبند کے خیالات ملاحظہ ہوں:
مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی "توضیح البیان" میں لکھتے ہیں۔" اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم الغیب بعطاء الٰہی حاصل ہے"۔
حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے فرمایا: "لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیا

Marfat.com

کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں۔ دریافت و ادراک مغیبات
کا ان کو ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حدیبیہ و
حضرت عائشہ (کے معاملات) سے خبر نہ تھی۔ اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط
ہے (یعنی آپ کو حدیبیہ اور افک کا علم تھا۔ بخاری شریف میں خود حضور نے فرمادیا تھا
کہ میں اپنے اہل کے معاملہ میں سوائے خیر کے کچھ نہیں پاتا یعنی وہ پاک ہیں۔) شمائم امدادیہ ۶/۱
سیرۃ النبیؐ جلد ۳ کے صفحہ ۳ پر ہے۔" نبی وہ ہے جس میں تین چیزیں جمع ہوں۔ ۱۔
امور غیب پر اطلاع۔ ۲۔ ملائکہ نظر آئیں اور ہمکلام ہوں۔ ۳۔ معجزات ظاہر ہوں۔
آگے ۔۔ ۳ سے زائد واقعات جو مغیبات سے تعلق رکھتے ہیں لکھے ہیں۔ اور یہ بھی
لکھا ہے کہ علم غیب تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ تھا۔ باقی رہا مسئلہ کہ
کوئی نہیں جانتا کہ فلاں کے دل میں کیا ہے جسے کشف الصدور کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

ارواح ثلاثہ ص ۱۰۴ مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری کا قلب بڑا ہی نورانی
تھا۔ میں ان کے پاس بیٹھنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں میرے عیوب منکشف نہ ہو جائیں"۔

دورخی ص ۲۰۴ (حضرت رشید احمد) کے سامنے جاتے مجھے بہت ڈر معلوم ہوتا
ہے کیونکہ قلب کے وساوس اختیار میں نہیں اور حضرت ان پر مطلع ہو جاتے ہیں"۔

تذکرۃ الرشید ۲/۲۱۳ پر لکھا ہے:" اسی زمانے میں مولوی رشید گنگوہی کو حق تعالےٰ
نے وہ علم دیا ہے کہ جب کوئی حاضر ہونے والا السلام علیکم کہتا تو آپ اس کے ارادے
سے واقف ہو جاتے ہیں"۔ باقی رہا ستاروں کی تعداد کا علم۔ سو وہ حدیث یاد کریں کہ سیدہ
عائشہ صدیقہ نے ایک روز عرض کیا۔ "یا رسول اللہ کہ کیا کسی کے اعمال ان ستاروں کے
برابر بھی ہیں۔ فرمایا ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق کے ان ستاروں
سے بھی زیادہ۔

حضرات! آپ نے تقویۃ الایمان کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

جیسے کسی غیر مسلم کی تحریرات ہیں۔ نہ انبیاء کرام کی تعظیم و تکریم کا پاس ہے نہ ہی اولیاء عظام کی عزت و توقیر کا خیال اور نہ ہی ان مقدس ہستیوں کے مقامات علیا کا لحاظ۔

اگر آپ کتاب مذکورہ کے صفحات ۳۶ تا ۳۸ کا مطالعہ فرمائیں تو آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ مولوی صاحب نے اللہ کے مقبول بندوں یعنی انبیاء، اولیاء، اماموں اور شہیدوں کو بھوت، پریوں سے ملا دیا۔ جو سراسر گستاخی ہے۔ نیز ختم پڑھنے، شغل کرنے اور تصور شیخ کو "اشراک فی العلم" میں شامل کر دیا اور تصوف، نذر، نیاز، منتیں ماننے اور مصیبت کے وقت پکارنے کو "اشراک فی التصوف" میں شامل کر دیا اور اہل اللہ کی قبور پر روشنی کرنے، غلاف ڈالنے، شامیانہ کھڑا کرنے، بوسہ دینے، جھنڈا گاڑنے اور مجاور بن کر بیٹھنے کو "اشراک فی العبادت" - اور جانور ذبح کرنے، نذر و نیاز کرنا، مشکل کے وقت پکارنا اور عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش نام رکھنا "اشراک فی العادۃ" میں شامل کیا ہے جو سراسر زیادتی ہے۔

مولوی صاحب تصرف کو شرک قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ جناب منظور نعمانی صاحب انکشاف مذکور ص۲۳۶ پر لکھتے ہیں "اولیائے کرام تصرف کے مقام پر فائز کئے جاتے ہیں اور اس سلسلے میں بزرگان دین سے بہت سی چیزیں منقول ہیں"۔ نیز ص۱۰۱ پر یوں لکھتے ہیں۔ "ہاں شرک جب ہوتا ہے کہ اولیاء کو تصرف حقیقی سمجھتے ہوئے یہ عقیدہ رکھے کہ ہر کام اور ہر قسم کے تصرف کا حق ان کو ہے"۔ اور ص۶۹ پر لکھتے ہیں "ان (اہل قبور) کے اندر بہت سے اختیارات رہتے ہیں"۔

مولوی منظور نعمانی صاحب انکشاف ص۳۱ پر لکھتے ہیں:- عادیہ جاریہ نظام عالم کے خلاف کسی امر کا ظہور ہونا خرق عادت ہے۔ اگر کسی نبی سے صادر ہو تو معجزہ کہتے ہیں ولی سے صادر ہو تو کرامت کہتے ہیں۔ آگے کرامت کی چند قسمیں لکھتے ہیں "مردوں کو زندہ کرنا، مردوں کا کلام کرنا، سطح سمندر کا پھاڑ دینا، ان کا سوکھ جانا، پانی پر چلنا، زمین کا ان کے لئے سمٹ جانا، جمادات و حیوانات کا کلام کرنا، حیوانوں کا مطیع ہو جانا،

Marfat.com

ض مغیبات کا خبر دینا، تصوف کے مقام پر فائز ہونا، زمین کے خزانوں پر مطلع ہونا،
دوں کے باوجود کسی دُور دراز واقع مقام کو دیکھ لینا، مختلف صورتوں میں ڈھل
نا، زمین کا اس کے تابع ہو جانا۔ (خلاصہ انکشاف ص۴۷ تا ص۵۲)

حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہیں "بے شک میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے
شکل بناتا ہوں اور اپنی طرف سے روح پھونکتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اُڑ جاتا
ہے اور مادر زاد اندھے کو اور برص والے کو شفا دیتا ہوں اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں
للہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم گھروں سے کھا کر آتے ہو اور جو تمہارے
گھروں میں رکھ آتے ہو" (سورۃ آل عمران آیۃ ۴۹)

مولوی صاحب نے یہاں دُور و نزدیک سے پکارنے کو بھی شرک کہا۔ حالانکہ
ر قسم کا پکارنا شرک نہیں۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی اللہ کے مقابل میں پکارنے کا
کر آیا۔ وہاں عبادت مراد ہے۔ اگر پکارنا شرک ہے تو جناب حاجی امداد اللہ صاحب
مہاجر مکی پر بھی شرک کا فتویٰ لگائیے جنہوں نے مشکل میں یوں فریاد کی ہے:

اے رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفٰے فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالہ امداد غریب مناجات)

دیگر مولوی اشرف علی صاحب یوں پکار رہے ہیں:

دستگیری کیجئے میرے نبی!! کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی

(نشر الطیب ص۱۹۴)

شاہ رفیع الدین صاحب یوں مخاطب ہیں:

یا احمد المختار یا زین الوریٰ یا خاتماً للرسل ما اعلاک

Marfat.com

نوٹ :- آجکل تو بریلویوں اور دیوبندیوں کے درمیان نشانِ امتیازی نداء یارسول اللہ ہی بن کر رہ گیا ہے بلکہ دیوبندیوں کی تو چڑ ہی بن گئی ہے۔ چنانچہ ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور" ۲۵ رمئی ۸۴ء ص۲ پر یوں لکھا پایا "نعرۂ رسالت" یارسول اللہ بریلوی حضرات کو جتنا یہ نعرہ مرغوب ہے دیوبندیوں کو اس سے اتنی ہی چڑ ہے۔"
(سید المرسلین ص۵ ناشر مجلس رضا سرائے عالمگیر ص۵)

باقی رہا مسئلہ ختم پڑھنا [۱]، شغل کرنا [۲]، صورت کا خیال باندھنا [۳]، یہ سب کچھ مشائخ دیوبند کے اشغال میں شامل ہے۔

۱۔ "بعض بزرگ سکونِ طبیعت اور اطمینان کے واسطے نمازِ ظہر یا نمازِ چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں" (ضیاء القلوب ص۶۵)

"پیر کو چاہیئے (مرید کو) ارواحِ مشائخ کے فاتحہ اور ادائے ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے۔"

۲۔ "بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ و تابعین کے زمانہ میں نہ تھے۔ (شفاء العلیل ص۱۱)

وہابیہ اشغال باطنہ و اعمال صوفیہ، مراقبہ، ذکر و فکر و ارادت مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا، خلوت وغیرہ کو فضول و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص۶۷)

۳۔ "تصورِ شیخ وسوسہ اور پریشان خیالات سے بچاتا ہے۔ تصورِ شیخ سے عجیب و غریب کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔" (شریعت و طریقت کا تلازم ص۱۸۹)

"اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔" (کلیات امدادیہ ص۵۴)

تفصیل کے لئے بندہ کی تالیف "دورخی" کا صفحہ ۵۶، ۵۷، ۶۷ تا ۹۱ ملاحظہ ہو۔ نیز دورخی، ص۹۴، ۲۰۷ تا ۲۱۲، ۹۷ تا ۱۰۱ بھی ملاحظہ ہو جس میں تصرف، نذر و نیاز، منتیں ماننا اور پکارنا علماء دیوبند کی کتابوں اور حوالہ جات سے ثابت کیا گیا ہے۔

Marfat.com

تقویۃ الایمان کی عبارات کی مزید تشریح اور مذہب وہابیہ کی تفصیل بندہ کی تالیف "فتنہ وہابیت" میں پڑھیئے۔

علماء دیوبند کے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کا کتاب تقویۃ الایمان اور اس کے مصنف کے بارے میں عقیدت ملاحظہ فرمایئے :- کہ : مولوی اسماعیل صاحب عالم، متقی اور بدعت کو اکھاڑنے والا اور سنت کو جاری کرنے والا اور خلقِ خدا کو ہدایت کرنے والے تھے۔ (فتاوی رشیدیہ ص۳۵)

تقویۃ الایمان کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا ص۲۵۶ ۔

کتاب تقویۃ الایمان واسطے درستی ایمان کے اکسیر اعظم ہے۔ ص۲۵۱

بندہ کے نزدیک سب مسائل تقویۃ الایمان کے صحیح ہیں۔

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے۔

چلتے چلتے مولوی اسماعیل دہلوی کی ایک اور کتاب صراط مستقیم اردو مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص۱۲۶ کی عبارت ملاحظہ ہو :

(۱۱) زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے

اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتمآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔

فوٹو ملاحظہ ہو :-

صراطِ مستقیم ۱۲۶ اردو

مدعا کا ملا دینا مخلص لوگوں کے خلوص کے مخالف ہے اور خود بخود مسائل کا دل میں آجانا۔ اور ارواح اور فرشتوں کا کشف ان فاخرہ خلعتوں میں سے ہے جو حضورِ حق میں مستغرق با اخلاص لوگوں

کو نہایت مہربانیوں کی وجہ سے عطا ہوا کرتے ہیں پس یہ ان کے حق میں ایک ایسا کمال ہے کہ مثال کے مونہہ پر مجسم ہو گیا ہے اور ان کی نماز ایسی عبادت ہے کہ اس کا ثمرہ آنکھوں کے سامنے آگیا ہے۔

ہاں حاجتوں کی وہ دعائیں جو باکمال نیازی سے پروردگار بے نیاز کی بارگاہ میں حاجت روائی کے منحصر ہونے کے اعتقاد کے باعث عین نماز میں صادر ہوتی ہیں اسی قبیل سے ہیں یعنی نماز کے لئے کمال ہے گو وہ قلیل حاجتیں معاش ہی کے متعلق ہوں اور اپنی حاجتوں کے بارہ میں نفس کے ساتھ مشورے کرنا قبیح وسوسوں اور نماز کے نقصان میں سے ہے اور جو کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں سامان لشکر کی تدبیر کیا کرتے تھے سو اس قصہ سے مغرور ہو کر اپنی نماز کو تباہ نہ کرنا چاہیئے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

(یعنی پاک لوگوں کے کاموں کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو اگرچہ شیر اور شیر (دودھ) لکھنے میں ایک ہیں)

حضرت خضر علیہ السلام کے لئے تو کشتی کے توڑنے اور بے گناہ بچے کو مار ڈالنے میں بڑا ثواب تھا اور دوسروں کے لئے نہایت درجہ کا گناہ ہے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ لشکر کی تیاری آپ کی نماز میں خلل انداز نہ ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرنے کا ذریعہ ہو جاتی اس لئے کہ وہ تدبیر اللہ جل شانہٗ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی اور جو شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیاوی بالکل اس کے برخلاف اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے ہاں بمقتضائے

ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اندھیرے میں جو بعض سے بعض اوپر ہیں

زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چپٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے

خط کشیدہ عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گدھے اور بیل کے ساتھ نہ صرف ذکر کیا ہے بلکہ یہاں صراحتہً مقابلہ کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کو گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر قرار دیا گیا ہے (نعوذ باللہ) جبکہ نماز میں

Marfat.com

بیوی سے مجامعت کے خیال کو زنا کے وسوسے سے بہتر قرار دیا ہے۔

نماز کا تو منشا ہی معانی میں مستغرق ہونا ہوتا ہے کہ ہر لفظ کے معنی اور واقعات دلنشیں ہوتے چلے جائیں۔ جب تشہد میں السلام علیک ایہا النبی یا بعد میں اللّٰھم صلّ علی محمد و علی آل محمد، پڑھیں گے تو لامحالہ آپ کا خیال ضرور آئے گا۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ نماز میں ایسے حضرات کو تعظیم شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ انبیاء و اولیاء شعائر اللہ (اللہ کے نشان) ہیں اور شعائر اللہ کی تعظیم لازم ہے خواہ نماز میں ہو یا نماز کے بعد بلکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت سے بھی مقدم رکھا ہے جیسے "تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃً و اصیلاً کہ (میرے محبوب کی) تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرو۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز جو کہ خاص عبادت ہے اللہ تعالیٰ کو وہ بھی نامنظور ہے۔ جب تک اس کے محبوب کی تعظیم و تکریم نہ کی جائے حالتِ نماز میں۔

آئیے اس سلسلے میں جناب پروفیسر محمد فیاض احمد صاحب کاوش وارثی قادری پروفیسر گورنمنٹ کالج حیدرآباد کی تالیف لطیف "اسلامی عقائد" کے اقتباسات ملاحظہ فرمایئے:

تصورِ رسول کے بغیر نماز درست نہیں

نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال آنے کو بعض گستاخوں نے اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں غرق ہونے سے بدتر لکھا ہے۔ ان گستاخوں کے لیے درمختار کی یہ عبارت تازیانہ کی حیثیت رکھتی ہے:

" ویقصد بالالفاظ ------- ذکرہ فی المجتبیٰ"

ترجمہ: تشہد میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور حکایت نہیں بلکہ بطور انشا خطاب کیا

Marfat.com

ہے۔ یہاں فی الواقع حضور کو سلام مقصود ہے۔

اسی لیے حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"واحضر فی قلبك ۔۔۔۔۔۔۔۔ ماھو ادنیٰ منہ"

ترجمہ: جب التحیات پڑھے تو اپنے دل میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کو حاضر کرے اور حضور اقدس کا تصور دل میں جما کر ـــــ "السلام علیک ایہا النبی" ـــــ عرض کرے اور یقین جانے کہ یہ سلام حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے۔ اور حضور علیہ السلام اپنے شایان شان اس کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں۔

حضرت امام شعرانی نے اس کی صراحت اس طرح فرمائی ہے:-

انما امر الشارع ۔۔۔۔۔۔۔ بالسلام مشافہۃ"

(المیزان الکبریٰ ص ۱۴۵ ج ۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: شارع حقیقی نے (قعدے) میں نمازی کو صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم صرف اس لیے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونق افروز ہیں کیونکہ وہ بارگاہِ خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس نمازی حضور علیہ السلام کے روبرو سلام عرض کرتے ہیں۔

حضرت علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے بڑے خوبصورت انداز میں فتح الباری شرح صحیح بخاری شریف میں لکھتے ہیں:

"نمازیوں نے جب التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لایموت کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت مل گئی۔ مناجات کی فرحت سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں متنبہ کیا گیا کہ یہ سب کچھ صدقہ ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ان کی تابعداری کی برکت ہے ـــــ سو انہوں نے خبردار ہوتے ہی نظر اٹھائی تو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حبیب

Marfat.com

پاک کو حاضر و موجود پایا۔ پس آداب بجالائے اور فوراً اُن کی طرف متوجہ ہوئے"

(فتح الباری شرح بخاری ص ۲۵۰ ج ۲)

کیسے کیسے محبوب لہجے اور دلنشیں انداز میں شارحین بخاری شریف نے اس کی توجیہہ و تشریح فرمائی ہے۔

شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی نے دریا کو کوزے میں اس طرح بھرا ہے:

"یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ تمام موجودات کے ذرات اور افرادِ ممکنات میں جاری و ساری ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ لہٰذا نمازی کو چاہیے کہ اس معنٰی سے آگاہ رہے اور حضور کے حاضر و ناظر ہونے سے غافل نہ ہو تاکہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت سے روشن و فیضیاب ہو"

(اشعۃ اللمعات ص ۴۰۱ ج ۱)

حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان حضرات نے اپنی تحریرات کے ذریعے انبیاء کرام علیہ السلام خصوصاً نبی الانبیاء علیہ تحفۃ الصلوٰۃ الثناء کی شانِ اقدس میں کیسے گستاخانہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے کمالاتِ عالیہ کا انکار کیا ہے۔ اسی لئے تو عامر عثمانی صاحب دیوبندی نے ان کے متعلق یہ ریمارک قائم کیا ہے۔

"حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا اشرف علی جیسے بزرگ جب فتوے کی زبان میں بات کرتے ہیں تو ان احوال عقائد کو برملا شرک و کفر اور بدعت، گمراہی قرار دیتے ہیں۔ جن کا تعلق علم غیب اور روحانی تصرفات اور تصورِ شیخ اور استمداد بالارواح جیسے امور سے ہے۔ لیکن جب طریقت و تصوف کی زبان میں کلام کرتے ہیں تو یہی سب چیزیں عین امرِ واقعہ، عین کمالِ ولایت اور عین علامت بزرگی بن جاتی ہیں"۔ (تجلی ۱۹۷۶ء)

ان حضرات کی تضاد بیانی اگر ملاحظہ فرمانی ہو تو بندہ کی تالیف "دو رخی" ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

اس سلسلے میں چند ایک اور عبارات ملاحظہ ہوں ۔

(۱۲) بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت باین معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہوتے ہیں، خالی غلطی سے نہیں۔ (تصفیہ العقائد ص ۲۵)

کیا سمجھے؟ سنیئے فرماتے ہیں کہ جھوٹ بولنا نبی کی شان کے منافی نہیں ہے۔ خاص کر اس معنی میں کہ جھوٹ گناہ ہے۔

"اور یہ سمجھنا خالی غلطی سے نہیں کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم (پاک) ہوتے ہیں"۔ دراصل ایسے عقیدے رکھنے والے لوگ اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ کیونکہ ایسے عقیدے کے لوگوں نے ہی تو اللہ تعالےٰ کے لئے جھوٹ کو ممکن قرار دیا ہے۔ آپ جلد ملاحظہ فرمائیں گے۔ حالانکہ جمہور اہلسنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیا علیہم السلام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ یعنی ان مقدس و معصوم ہستیوں سے گناہ کا سرزد ہونا محال ہے کیونکہ ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ نے فطرۃً ہی گناہوں سے پاک پیدا فرمایا ہے۔ عصمت انبیاء کے بارے میں نائب مفتی دیوبند جناب احمد سعید صاحب کا فتویٰ ملاحظہ ہو: انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ ان کو مرتکب معاصی سمجھنا (العیاذ باللہ) اہلسنت و جماعت کا عقیدہ نہیں۔ اس کی وہ تحریرات خطرناک بھی ہیں اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔ اور جناب مسعود احمد صاحب دیوبندی فرماتے ہیں ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں"۔

ایسے خیالات کے ایک اور صاحب کی دروغ گوئی ملاحظہ ہو :۔

(۱۳) شیخ عبدالحق روایت کرتے کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ۔

(البراھین القاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ص ۵۱)

حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی معروف کتاب مدارج النبوۃ میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

"ایں سخن اصلے نہ دارد و روایت بداں صحیح نہ شد"

مولوی صاحب نے آدھی عبارت لکھ کر بڑی خیانت کی ہے ۔

Marfat.com

(۱۴) ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب سے مشرف ہوئے تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہے ہم کو یہ زبان آگئی۔

البراہین القاطعہ ۲۶

نفرا کو دیگر ثواب پہنچانا اور دعا و استغفار کرتے ہیں اُمید منفعت ہے اور ایسا ہی حال دہم سوم و چہلم وغیرہ اور پنج آیۃ اور چنوں
اور شیرینی وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث اور کتب دینیہ سے خلاصہ یہ کہ بدعات مخترعات ناپسند شرعیہ ہیں انتہے حرفاً حرفاً۔ اب
مؤلف رسالہ ہذا اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد پر بھروسہ کرکے بیان کرتا ہے اُن اُمور ناصواب کو جو اس جواب میں ہیں واضح
ہو کہ اس جواب پر دہلی کے تین صاحبوں کی مہر ہے الٰہی بخش حفیظ اللہ شریف حسین یہ صاحب دہلی میں غیر مقلد ہیں سو اُنکو جا
ہیں انکا یہ جواب لکھنا کچھ تعجب نہ تھا لیکن اصحاب دیوبند بھی اس فتویٰ میں اُنکے تابع ہوگئے مدرسہ دیوبند کے طلبا اور مدرسین
کی بابت ہیں اور چند دستخط ایسے ایسے مفتی کہ ان میں سے ایک صاحب کی عبارت یہ ہے "ہذا مسئلہ جواب صحیحہ حسن علی عفی عنہ"
سبحان اللہ عبارت ان مفتی صاحب کی دیکھنے کے قابل ہے اور فصاحت و بلاغت تذکروں میں لکھنے کے لائق ہے لفظ ہذا کی تذکیر
و تعریف مسئلہ کی تانیث و تنکیر جواب کی تذکیر صحیحہ کی تانیث پھر مسئلہ یعنے سوال مبتدا اور جواب صحیحہ اُسکی خبر سوال کی خبر جواب کیا گیا
تماشے ہو رہے ہیں غرضکہ ان صاحبوں میں کسی سے کچھ تعارض نہیں لا مولوی محمد یعقوب صاحب۔ کہ اس مدرسہ کے مدرس اول ہیں چونکہ انہوں نے
اول نے لمعہ نور اول کو ظلمات مکنونہ سے کہ ظلمات جہل پر نور شمل لمعہ کے تھا رفع کر کے اسکی ظلمات اصلیہ کو واضح طور پر نمایاں
عیاں کر دکھایا قولہ۔ نور دوم الخ اقول اس میں مولف نے جواب بلفظہ نقل کیا ہے بعد اُسکے کچھ اپنے علم کے فخریہ کلمات لکھے ہیں کہ
اُسکے جواب کی ضرورت نہیں علم مولف کا تو نور اول میں ہی خوب منور ہو چکا قولہ ان میں سے ایک صاحب کی عبارت یہ ہے الخ
اقول حسن علی نام کوئی مدرس مدرسہ دیوبند میں نہیں ابتدائے بناء مدرسے سے آج تک کی کیفیات موجود ہیں دیکھ لو مولف کو اگر
دیوبند کے مدرسہ پر طعن کرنا مقصود ہے تو ایسی طرح طعن کرنا کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہ ہو شرم کی بات ہے حق تعالے فرماتا ہے ان
بعض الظن اثم پھر خواہ مخواہ حسن علی کو دیوبند کا مدرس یا طالب علم قرار دینا محض اپنی طرف سے یہ لکھنا کسقدر خلاف احتیاط
کے ہے اور جو توہین مدرسہ کی غرض مولف کی ہے تو ایسے واہی مطاعن سے کچھ نہیں ہوتا اللہ مدرسہ دیوبند کا جو کچھ علم ہے اگر کچھ فہم
خدا داد مولف کو ہے تو آوے اور دیکھے اس فقیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت
ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھکر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت
خواب میں مشرف ہوئے تو آپکو اردو میں کلام کرتے دیکھکر پوچھا کہ آپکو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء
مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا پس جس کا رتبہ عنداللہ زیادہ ہو گا.

Marfat.com

دیکھا نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُستاد بننے کا کیسا شوق چرایا۔
حالانکہ آپ اُمّی ہیں، کسی مخلوق سے علم حاصل نہیں کیا۔ اس کے باوجود تمام مخلوق کے معلم اعظم ہیں۔ زبان کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔ یعنی ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس قوم کی زبان سکھا کر۔ چونکہ آپ تمام مخلوقات کے لئے نبی بن کر تشریف لائے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو تمام مخلوقات جس میں اقوام عالم کے انسان بھی شامل ہیں زبانیں سکھا کر بھیجا۔ جس پر احادیث گواہ ہیں۔

(۱۵) پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا مثل ہنود کے سانگ کھنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال مناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام اور فسق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بھی بڑھ کر ہوئے۔" (المہند صفحہ ۲۴ کا خلاصہ)

جبکہ المہند صفحہ ۲۹ پر لکھا ہوا ہے: "حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر محبوب ترین مستحب ہے۔
اور چراغ سنت صفحہ ۱۰۱ پر یوں درج ہے۔

"حضور کی ولادت باسعادت کا ذکر بلکہ آپ کے جوتوں کا گرد وغبار کا ذکر اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔"

تذکرۃ الرشید صفحہ ۱۱۶ پر یوں تحریر ہے: "ذکرِ میلاد شریف یا آپ کے غزوات وعادات وآداب وسنن بیان کرے جو معصیت نہیں عین عبادت ہے۔ اس سے دریغ اور انکار کو بلا وجہ شرعی مناسب نہیں۔"

باقی رہا محفل ومجالس ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیر ضروری سمجھنا۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فیصلہ ہفت مسئلہ صہ پر لکھتے ہیں اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں آگے لکھتے ہیں: اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جائے

اب مولوی اشرف علی صاحب سیف یمانی صفحہ ۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ کانپور میں مجلس میلاد

قائم ہوتی ہے اور لوگ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔ میرا جی جلتا ہے، مگر بہر حال وہاں کا نپور میں بدون شرکت قیام کرنا قریب محال دیکھا اور منظور حق وہاں رہنا، کیونکہ دنیاوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے۔ (دور خی ص۶۱)

میلاد النبی کے جواز کے حوالہ جات "دور خی" ص۶ تا ۶۳ میں اور عرس کے جواز کے لئے "دور خی" ص۶۷ تا ۸۰ درج ہیں۔ شوق ہو تو ضرور مطالعہ کیجئے۔

تعیین کے متعلق حاجی صاحب مرحوم فیصلہ ہفت مسئلہ (سعید کمپنی) کے ص۸ پر فرماتے ہیں "رہا تعیین تاریخ۔ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو۔ اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو جاتا ہے۔ اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں، کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔"

نیز کلیات امدادیہ ص۸۵ پہ تحریر فرماتے ہیں:

"بہ مصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کر لی مذموم نہیں۔ تخصیصات اشغال، مراقبات، تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں۔ یہ اس وقت بدعت ہیں جب یہ عقیدہ ہو کر اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ کیا یا خورد و نوش کا انتظام نہ ہوا، تو ثواب ہی نہ ملے گا یہ عقیدہ مذموم ہے اور حدود شرعیہ سے تجاوز ہے۔ جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے۔"

اس مسئلے میں مولوی محمد زکریا صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ہر امر مستحب بدعت نہیں ہے ملاحظہ ہو ان کی کتاب "تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات" کا فوٹوسٹیٹ:

پھر یہ کہنا کہ یہ طریقہ خاص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا اول تو فی حد ذاتہ غلط ہے جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا، لیکن بطریق تسلیم مامور بہ کے حاصل کرنے کا جو مباح طریقہ ہو اس کے مامور بہ ہونے میں کیا تامل ہے، کیا مدارس میں موجودہ طریقہ مدرسین کو اسباق کی تقسیم گھنٹوں کی پابندی سہ ماہی، ششماہی، سالانہ امتحانات وغیرہ وغیرہ جو اس زمانہ میں نہایت ضروری ہیں اور ضروری سمجھے جا رہے ہیں اور واقعۃً ضروری ہیں کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

زمانہ میں یہ سب تھے ؟ اسی طرح خانقاہیں اور ان کے معمولات اور ان کے طرق باوجود نہایت اہم اور ضروری اور مامور بہ ہونے کے کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہی طریقے تھے۔ کیا کتابوں کی تصانیف ان کی طباعت شروح وحواشی کے سارے مروجہ طریقے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔ ایسے ہی ٹن کی نماز کہ جہاں گھنٹہ بجا خواہ امام ہو یا نہ ہو روزانہ کے مقتدی آچکے ہوں یا نہیں فوراً نماز شروع ہو جاتی ہے یہ حضورؐ کے زمانہ میں کہاں تھا۔ ایسے ہی کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں توپ اور بندوق سے لڑائی نہیں تھی لہٰذا وہ تو بدعت ہے۔ تیروں سے جہاد ہونا چاہیے، ان امور میں سے کسی کو بھی کوئی بدعت نہیں کہتا "۔ مدرسہ دیوبند میں ہر سال ختم بخاری شریف ہوتا ہے، حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نہ تھا۔

نیز فضائل صدقات ص۱۳۱ پر لکھتے ہیں :-

"متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ جو شخص کوئی نیک طریقہ جاری کرے اس کو اپنے عمل کا ثواب بھی ملے گا اور جتنے آدمی اس پر عمل کریں گے ان سب کے عمل کا ثواب اس کو ملتا رہے گا اور کرنے والے کے اپنے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اور جو شخص برا طریقہ جاری کر دے۔ اس پر اپنے کئے کا بھی اور جتنے آدمی اس پر عمل کریں گے ان سب کے عمل کا بھی گناہ اس کو ہوگا اور اس کی وجہ سے ان کے گناہوں میں کمی نہ ہوگی۔" وموت کا منظر ص۱۲۶ :

(۱۶) لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلعم کی نہیں ہے بلکہ دیگر انبیاء، اولیاء اور علماء ربانیینؒ بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۰۸)

کوئی نبی۔ ولی یا عالم ربانی کسی خاص عالم کے لئے رحمت تو ہو سکتا ہے۔ مگر رحمۃ اللعالمین (تمام جہانوں کے لئے) نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ خاصہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے " وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اے محبوب ہم نے صرف آپ کو ہی تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

Marfat.com

⑰ حضور صلعم ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں۔(ا) حضور صلعم کی شکل ایسی ہی ہے جیسے ہمارے مولانا تھانوی کی (ii) آپ کا قد مبارک اور رنگت اور چہرہ شریف اعلیٰ اور تن شریف، مولانا اشرف علی تھانوی جیسا تھا۔ (بصدق الرویا ص۲۵ ۲۷، ۵۰)

جمہور اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب جیسا حسین و جمیل اور خوبصورت پیدا فرمایا ہی نہیں جیسا کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر بر سر منبر یوں گویا ہیں:

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي — وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ — كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

تجھ سا حسین کوئی نظروں میں نہ آیا — تجھ سا کوئی فرزند کسی ماں نے نہ جایا
تو پاک ہے ہر عیب سے اے پاک محمد — اللہ نے تجھ کو تری مرضی سے بنایا ہم نکلر

قربان نظامی

حضرت ابو سفیانؓ بن الحارث بن عبد المطلب ابن عم النبیؐ

فَلَمْ نَرَ مِثْلَهُ فِي النَّاسِ حَيًّا — وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْمَوْتٰى عَدِيْلُ

نہ زندوں میں ہم نے ان کے جیسا کوئی انسان دیکھا — اور نہ مرنے والوں میں کوئی ان کی نظیر ہے

⑥ حضرت مالک بن عوف النصری رضی اللہ عنہ۔ ان کا ایک شعر ہے ؎

مَا اِنْ رَاَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ — فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٖ

اور حضرتِ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی ملاحظہ ہو:

واللہ یا یٰسٓ مثلک لم یکن — فی العالمین وحق من انبائک

ترجمہ: اے یٰسٓ نہیں ہے آپ کی مثل دو جہانوں میں اور قسم ہے اس کی جس نے آپکو بلند کیا۔

اسی لئے کسی نے کیا خوب فرمایا ہے:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

Marfat.com

حضرات! اوپر آپنے مولوی اشرفعلی صاحب کی شکل وصورت اور رنگت چہرہ کی مماثلت محبوب خدا جیسی ملاحظہ فرمائی ۔اب کلمہ اور درود کی مماثلت بھی ملاحظہ ہو:۔

مولوی اشرف علی صاحب کے ایک مرید پیر صاحب کو لکھتے ہیں:

رسالہ الامداد ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵ کی خط کشیدہ عبارت ملاحظہ ہو:

مکتوبات خبرت — ۳۵ — الامداد بابت صفر ۱۳۳۶ھ

ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سوجانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھدیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہوگئی اسلئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھاکر اپنے سر کی جانب رکھلیا اور سوگیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھسے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہیئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہوجاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہانتک عرض کروں۔

جواب اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ ۔

Marfat.com

آپ نے نیا کلمہ اور درود پڑھا کہو کیسا رہا۔
اب ایک عجیب خواب اور اس کی نئی تعبیر ملاحظہ ہو۔

رسالہ الامداد ۱۳۳۰ صفحہ ۸۵ :

"یہ ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی۔ اس مناسبت سے جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا حضور کا سن شریف پچاس سے زائد تھا اور حضرت عائشہ کم عمر تھیں وہی یہاں ہے۔" یہ عبارت "کتاب طمانچہ ص۱" پر بحوالہ افاضاتِ یومیہ ۶/۶۵ بھی درج ہے۔

نوٹ : کیا حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ عفیفہ طیبہ طاہرہ مومنوں کی ماں نہیں ہیں اور اگر خواب میں ماں گھر آنے والی ہو تو اس کی تعبیر کمسن عورت ہاتھ آنے کی ہوگی۔ ذرا الفاظ کی چستی ملاحظہ ہو۔ یہ تو ٹھہرے حکیم الامت، اگر حکیم کا یہ حال ہو تو مریضوں کا کیا ہوگا :

آپ نے چند گستاخانہ عبارات جن پر اللہ تعالےٰ کی ناراضگی اور عذابِ الیم کی وعید آئی ہے ملاحظہ فرمائیں

اب آپ حضرات کے سامنے وہ چار عبارات علماء دیوبند کی پیش کی جاتی ہیں جن پر ۳۵ علماء حرمین شریف نے اور ۲۵۰ علماء ہند نے کفر کے فتوے دیئے۔ شوق ہو تو حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ پڑھیئے۔

یہاں آپ کے سامنے مولوی اشرف علی صاحب کی کتاب حفظ الایمان کے ص۸ کا فوٹو سٹیٹ موجود ہے۔ جس میں انہوں نے حضور علیہ السلام کے بعض علوم غیب کو بھی (بچے کو مجنوں (پاگل) حیوانات اور بہائم (چوپائیوں) جیسا لکھا ہے۔

Marfat.com

(۱) پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض غیب مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص۸ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

۸

بیان خاصیت دلیل جواز نہیں۔ فافہم و لاتزل واللہ اعلم فقط

جواب سوال سوم ۔ مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو، و اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ اور ولو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی و امتی و ربی کہنے سے نہی۔ اسی وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہا بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ آپ ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا، اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل و علا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں (نعوذ باللہ منہ)، تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے اس بنا پر تو بانوا فقیروں کی تمام تر بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنالیا جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو

Marfat.com

> چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے ۔ پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بیشمار ہیں خود قرآن مجید میں آیا ہے

یہاں حضور علیہ السلام کے بعض علوم کو بچوں، پاگلوں، حیوانوں اور چوپایوں کے علم جیسا کہا جو حضور علیہ السلام کی صریح بے ادبی ہے ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنا کہ اہل عراق نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ "اگر نماز پڑھنے والے کے آگے سے کتا، گدھا یا عورت گزر جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔" تو آپ نے فرمایا "اے عراقیو! اے منافقو! اے بدبختو! تم نے ہمیں کتوں اور گدھوں کے ساتھ ملا دیا۔" مسلم شریف اور بخاری شریف میں یوں درج ہے "جعلتمونا کلاباً" یعنی تم نے ہمیں کتا بنا دیا ۔ اہل عراق نے حضرت عائشہ صدیقہ کا نام نہیں لیا تھا، نہ ہی ان کا مقصد تنقیص و تحقیر کرنا تھا اور نہ ہی صنف نسوانیت کی توہین و تحقیر بھی مقصود تھی ۔ بلکہ محض ایک مسئلہ کی توضیح مطلوب تھی صرف تشبیہ دینے سے اس پر اتنا سخت ردِ عمل ہوا تو محبوب خدا علیہ السلام کے علم کو بچوں، پاگلوں اور چوپایوں سے تشبیہ دینے کا ردِ عمل اس سے کہیں زیادہ ہونا چاہیئے ۔

یہاں پر ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے حفظ الایمان کی اس عبارت پر علماء سے کفر کا فتویٰ کیوں حاصل کیا اور مولوی اسماعیل کی عبارات پر کیوں حاصل نہ کیا ۔ ملاحظہ ہو : عظمتِ حبیب کبریا ص۲۵ ۔

توبہ رجوع سے گریز و انکار

اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی ایک دم ہی بلا نکر و نظر حکم شرعی شائع نہ فرمایا تھا ۔ بلکہ تھانوی جی کو ہر ممکن شرعی رعایت دی خطوط رجسٹریوں کے ذریعہ اخبار و اشتہار کے ذریعہ ان کو ان کے اقوال پر بار بار مطلع کیا ۔ حد یہ کہ جب تھانوی جی ۱۱ ۔ جمادی الآخر ۱۳۲۳ھ میں سرائے خام بریلی آئے تو امام اہلسنت

Marfat.com

اعلیحضرت قدس سرہ نے معززین شہر و علماء کا ایک نمائندہ وفد ان کی خدمت میں بھیجا۔ توبہ و رجوع کی تلقین فرمائی۔ تھانوی جی نے توبہ و رجوع اور مناظرہ سے صاف صاف انکار کر دیا۔ کہنے لگے "معاف کیجئے میں اس فن میں جاہل ہوں۔ میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں۔ جو شخص تم سے دریافت کرے۔ اسے ہدایت کرو۔ طبیب کا کام نسخہ لکھ دینا ہے یہ نہیں کہ مریض کی گردن پر چھری رکھ دے کہ تو پی لے ...... میں (حفظ الایمان) میں جو کچھ کہہ چکا ہوں۔ وہی کہوں گا۔ مجھے مقتول بھی کر دے تو وہی کہے جاؤں گا۔ مجھے معاف کیجئے۔ آپ جیتے اور میں ہارا" (دقعات السنان ص۶۶)

اس کے برعکس اعلیحضرت قدس سرہ کے نزدیک مولوی اسمٰعیل صاحب سے لزوم کفر ثابت ہے التزام کفر نہیں • لزوم کفر کے معنی ہیں کہ کفر کا لازم ہونا اور التزام کفر کے معنی اپنے اوپر لازم کرنا • بعض اوقات ایک کلام مستلزم کفر ہوتا ہے۔ مگر قائل کو اس کا علم نہیں ہوتا یہ لزوم کفر ہے مگر جب اسے بتا دیا جائے کہ تیرے اس کلام سے تجھ پر کفر لازم ہے (جیسا کہ امام اہلسنت اعلیحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے معاصرین علماء دیوبند کو بتایا سمجھایا) اور وہ اس کے باوجود اڑے رہے۔ جیسا کہ بعض اکابر دیوبند اپنی گستاخانہ عبارات پر اڑے رہے اور اپنے کلام میں لزوم کفر سے خبردار ہو کر بھی رجوع نہ کیا۔ تو یہ التزام کفر ہوگا۔

اب ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ ہو جس میں شیطان و ملک الموت کے لئے علم محیط زمین ثابت کیا اور نص قطعی بتایا ہے۔ اس کے برعکس فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اتنا علم شرک بتایا ہے اور خلاف نص قطعی بتایا ہے۔ ملاحظہ ہو فوٹو البراہین قاطعہ ص۵۱ (مطبع بلالے واقع ساڈھورہ)

Marfat.com

(۲) الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے، شیطان اور ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے شرک ثابت کرتا ہے۔ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ

اور مشکوٰۃ میں ہے کہ ملک الموت وقت موت میت کے سرہانے ہوتا ہے مومن کے بھی اور کافر کے بھی یہ حدیث طویل ہے اور قاضی ثناء اللہ نے تذکرۃ الموتٰی میں نقل کیا ہے ایک حدیث کو طبرانی اور ابن مندہ سے کہ اس میں یہ بھی ہے کہ ملک الموت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہیں نیک یا بد آدمیوں کا جس کی طرف مجھ کو توجہ نہ ہو اور دن دیکھتا رہتا ہوں اور ہر چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود بھی اپنے کو اس قدر نہیں پہچانتے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہیں بھلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے درمختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے جس کو اللہ نے بچا لیا بعد اس کے لکھا ہے واقدرہ علی ذلک کما اقدر ملک الموت علی نظیر ذلک یعنے اللہ تعالے نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے انتہے کلامہ اب عالم اجسام محسوسہ میں اس کی مثال دیکھئے کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک تمام آبادی دنیا کی اگر سیر کرے جہاں جاویگا چاند کو موجود پاویگا اور سورج کو بھی پاویگا پھر اگر وہ کہے کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہے اور سورج سب جگہ موجود تمہارے قاعدے سے چاہئے کہ وہ کافر ہو جائے کہ اس نے چاند کو ہر جگہ موجود کہا حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر مسلمان کی

پیدا کرکے اس نے آفتاب و ماہتاب کو جو اس ہیئت وسعت نور پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اب اس پر کسی افضل کو قیاس کرکے اس میں بھی شیٔ بازائد اس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں اول تو عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک قیاس فاسد عقیدہ خلق کا اگر فاسد کیا چاہے تو کب قابل التفات ہوگا۔ دوسرے قرآن و حدیث سے اس کے خلاف ثابت ہیں اس کا خلاف کس طرح قبول

ہو سکتا ہے بلکہ بسبب قول مؤلف کا مردود ہوگا خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم الحدیث اور شیخ عبدالحق

Marfat.com

روایت کرتے ہیں کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحرالرائق وغیرہ کتب میں لکھا گیا ہے تیسرے اگر فضیلت ہی
موجب ہوسکتی ہے تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق ہوں اور خود مؤلف بھی شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب کا امام ہیں بسبب افضلیت کے شیطان
سے زیادہ نہیں تو اس کی برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کر دیوے اور مؤلف خود اپنے زعم میں تو بہت بڑا اکمل الایمان ہے تو شیطان سے
ضرور افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہوگا معاذ اللہ مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب بھی ہوتا ہے اور رنج بھی ہوتا ہے کہ ایسی نالائق بات منہ سے
نکالنا کس قدر دور از علم و عقل ہے الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص
قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے
ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تعریف تہذیب منطق
پڑھکر مؤلف نے یاد کر کے بے تہذیبی عقیدہ کی اختیار کی مگر فہم سے ماشاء اللہ بہت دور ہیں خاصہ حق تعالے کے علم کا یہ ہے کہ اس کا علم
ذاتی حقیقی ہے کہ جسکا لازم احاطہ کل شئی کا ہے اور تمام مخلوق کا علم مجازی ظل کسی قدر عطا کی حق تعالی کی طرف سے مستفاد ہے پس

دیکھا یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں شیطان کا ذکر کرنا اور پھر علمی کمال میں شیطان کو بڑھانا اور اس کے مقابلے میں حضور علیہ السلام کو اس کمال میں نیچا دکھانا۔ بلکہ حضور علیہ السلام کے علم کو شیطان کے علم کے برابر سمجھنا شرک بنایا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ حضور علیہ السلام کے لئے یہی وسعت علم شرک کیسے ہوگئی۔ جبکہ شیطان کے لئے یہی وسعت علم ثابت ہے۔ شرک تو سب کے لئے شرک ہوتا ہے۔ ایسا کہنا حضور علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی اور بے ادبی ہے۔ جبکہ جمہور اہل سنت کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ تمام مخلوق کا علم حضور علیہ السلام کے علم کے مقابلے میں ایسا ہے۔ جیسے سمندر کے مقابلے میں قطرہ۔ کیونکہ آپ کو تمام اولین و آخرین کے علوم عطا فرمائے گئے"۔ یہی الفاظ الشہاب الثاقب کے ص ٦٧ اور المہند کے ص ٣٩ پر بھی درج ہیں۔ نیز المہند کے ص ٢٢ پر لکھا ہے۔

"ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔

نیز اسی کتاب کے ص ٣٠ پر یوں لکھا ہے" اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلیٰ ہے وہ کافر ہے۔ اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے"۔ نیز ص ٢٩ پر یوں لکھا ہے۔ ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کو تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ و اسرارِ مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی و رسول اور بے شک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے“۔

(۴) تیسری عبارت تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ بالفرض اگر آپ کے زمانہ میں یا بعد زمانہ نبوی صلعم میں کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیتِ محمدی میں فرق نہیں آئے گا وغیرہ ۱۴ ملاحظہ ہو فوٹو تحذیر الناس دار الاشاعت مسافر خانہ کراچی (تحذیر الناس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارۂ قول ابن عباسؓ جو در منثور وغیرہ میں ہے۔ ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و نوح کنوحکم و ابراهیم کابراهیمکم و عیسیٰ کعیساکم و نبی کنبیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے۔ اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں۔ اور ہر طبقے میں مخلوقِ خدا ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقاتِ باقیہ میں ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلعم کے ثابت نہیں۔ اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے۔ کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلعم کے ہوں اس لیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر ولقد کرمنا بنی آدم میں ہے۔ اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقہ کے آدم کی اولاد ہے۔ بالاجماع اور ہمارے حضرت صلعم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلا شبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے۔ پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں۔ آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا۔ میرا اصرار اس تحریر پر نہیں پس علماء شرع سے استفتاء یہ ہے کہ الفاظ

Marfat.com

حدیث ان معنوں کو محتمل ہیں یا نہیں۔ اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت و جماعت سے ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین و سید المرسلین و الہ واصحابہ اجمعین۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنے خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء

تحذیر الناس

سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیئے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اسمیں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں ما اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیئے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعویٰ کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ اور جملہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ میں کیا تناسب تھا۔ جو ایک دوسرے پر عطف کیا اور ایک مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے۔ بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے۔ جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے۔ اور افضلیت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے

Marfat.com

سلسلۂ علم و عمل کیا چلے۔ غرض اختتام اگر بایں معنے تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجیے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہیے۔ اسی طرح اطلاق لفظ مثلہن جو آیہ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ ط میں واقع ہے اس بات کو مقتضی ہے کہ سوا رتباین ذاتی ارض و سما جو لفظ سموٰت اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اس باب میں بمنزلہ استثناء ہے اور نیز علاوہ اس تباین کے جو بوجہ اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف مناسبات ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہوں یا مفارق بین السماء والارض متصور ہے۔ اور بالتزام مستثنیٰ ہے بجمیع الوجوہ بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہیے سو اس میں سے مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے میں مماثلت تو اسی حدیث مرفوع سے معلوم ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدء الخلق میں اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں سورۂ حدید کی تفسیر میں روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے

وعن ابی ھریرۃ قال بینما نبی اللّٰہ صلعم جالس واصحابہ اذا اتی علیھم سحاب وقال نبی اللّٰہ صلعم ھل تدرون ماھذا قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال ھذہ العنان ھذہ روایا الارض یسوقھا اللّٰہ الی قوم لایشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال ھل تدرون ما فوقکم قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال فانھا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ھل تدرون ما بینکم وبینھا قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینھا خمس مأۃ عام ثم قال ھل تدرون ما فوق ذالک قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینھما خمس مأۃ سنۃ ثم قال کذالک حتی عد سبع سمٰوٰت

Marfat.com

اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپکی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپکی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاذ یعنے مخالف روایۃ ثقات ہے

آپ نے اوپر تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں معہ سیاق و سباق کے پڑھیں تینوں عبارات میں ختم نبوت کا انکار کیا گیا ہے۔ جو جمہور اہل اسلام کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے۔ جس پر علماء حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ دیا۔

یاد رہے کہ تحذیر الناس کی عبارات پر مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی محمد شاہ پنجابی کے درمیان مناظرہ بھی ہوا اور تحذیر الناس کے رد میں اس زمانے میں کئی ایک کتابیں بھی لکھی گئی جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ تحقیقاتِ محمدیہ حل اوہام نجدیہ، فضل مجید بدایونی۔ ۲۔ الکلام الاحسن، ہدایت علی بریلوی ۳-۴۔ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال، حافظ بخش بدایونی ۵۔ ابطال اغلاط قاسمیہ ۶۔ قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس، (مقدمہ دعوتِ فکر ص ۱۶)

۷۔ قول الفصیح ۸۔ فتاویٰ بے نظیر ۹۔ افادات حمدیہ سنہ ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۹ء

دیگر المہند کے ص ۳۵ پر یوں درج ہے ا۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے "لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں" اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنی حد تواتر کو پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے، سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی خلاف کہے۔ کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ منکر ہے نص قطعی کا۔"

Marfat.com

جو شخص ایک دفعہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کا انکار کر دے یا اس کو غلط قرار دے اس کے بعد وہ ختم النبوۃ کا اقرار بھی کر دے تو جب تک وہ اس کفر سے توبہ کا اعلان نہ کرے یا اس کی توبہ ثابت نہ ہو جائے۔ اس وقت تک اس کے اقرار ختم النبوۃ کا کچھ اعتبار نہ ہوگا

"اشد العذاب" مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن ناظم دار العلوم دیو بند

[redacted] (۴) چوتھی عبارت یک روزی مصنفہ مولوی محمد اسماعیل کی ہے۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ (۱) "ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔" (۲) "اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے۔ تو لازم آئے گا کہ آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جائے گی۔ ملاحظہ ہو فوٹو

۱۷

اقول۔ اگر قول بہ وقوعِ مثلِ مذکور تجویز کذبِ مسطور ست معاذ اللہ ذالک واما قول بامکانِ مثل مذکور پس مستلزمِ امکانِ کذبِ مسطور نیست۔ علاوہ بریں قول کہ بہ امکان مثل مذکور بایں وجہ ہم نے تواند شد کہ اصلاً اختیار عدم وقوع او اصلاً ممکن نشد وعدم اختیار بعدم وقوع مثل مذکور بلکہ بعدم اختیار بقرآن مجید است از اصل ممکن نیست داخل تحتِ قدرتِ الٰہیہ کما قال اللہ تعالیٰ عزوجل قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوْتُہٗ عَلَیْکُمْ وَلَآ اَدْرٰىکُمْ بِہٖ، ونیز بعد اختیار ممکن است کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلاً منتج بہ تکذیب نص از نصوص نگردد وسلب قرآنِ مجید بعد انزال ممکن ست داخلِ قدرتِ الٰہیہ کما قال اللہ تعالیٰ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ بِہٖ عَلَیْنَا وَکِیْلًا۔

قولہ۔ وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال۔

اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرتِ الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرتِ انسانی ازید

از قدرتِ ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افرادِ انسانی ست۔ کذب مذکور راے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست۔ لہذا عدم کذب را از کمالات حضرتِ حق سبحانہ مے شمارند و اہل شانہ بآں مدح مے کنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نے کنند۔ و نیز ظاہر ست کہ صفت کمال ہمیں کہ شخصے کہ قدرت بر تکلم کذب مے دارد۔ و بنا بر رعایت مصلحت مقتضائے حکمت تنزہ از ملوثِ کذب تکلم بہ کلام کاذب نمے نماید ہماں شخص ممدوح مے گردد۔ بہ سبب عیب کذب و اتصاف بہ کمال صدق بخلافِ کسے کہ لسان او ماوف شدہ باشد و تکلم بہ کلام کاذب نمی تواند کرد یا قوتِ مفکرۂ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیۂ غیر مطابقہ واقع نمے تواند کرد۔ یا شخصے کہ ہر گاہ کلام صادق مے گوید کلام مذکور از و صادر مے گردد۔ و ہر گاہ ارادہ تکلم بہ کلام کاذب مے نماید آفاتِ او بند مے گردد یا زبانِ او ماوف مے شود۔ یا کسے دیگر دہن او را بند مے نماید یا حلقوم او را خفہ مے کند یا کسے چند قضایائے صادقہ را یاد گرفتہ است و اصلاً بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت نمے دارد۔ بنا علیہ کلام کاذب از و صادر نمے گردد۔ ایں اشخاص مذکورین نزد عقلا قابلِ مدح نیستند۔

و بالجملہ عدم تکلم بکلامِ کاذب ترفعاً من عیب الکذب و تنزہاً عن التلوث بہ از صفات مدح ست و بنا بر عجز از تکلم بکلامِ کاذب ہیچگونہ از صفات مدائح نیست۔ یا مدح آں بسیار ادون است۔ از مدح اول۔

قولہ (۱) کبریٰ دلیل الخ

اقول۔ ایں دلیل کبریٰ قیاس اول ست یعنی ہر چہ ممتنع است داخلِ تحتِ قدرتِ الٰہیہ نیست۔

مخفی نماند کہ اگر مراد از لفظ ممتنع دریں مقام ممتنع ذاتی ست پس ایں مقدمہ مسلّم ست اما مفید نیست زیرا کہ وجود مثلِ مذکور ممتنع ذاتی نیست تا در کلیہ کبریٰ مندرج گردد

Marfat.com

مندرجہ بالا یکروزی کی عبارات بغور پڑھیئے۔ ان عبارات میں کذب کو تحتِ قدرت باری تعالےٰ لکھا ہے۔ جس پر علماء حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ دیا۔ مولوی حسین احمد صاحب مدنی نے کتاب الشہاب الثاقب میں اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں کذبِ باریتعالےٰ کی توثیق کر دی ہے۔

اسی لئے علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ "اللہ تعالےٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر ایسا کرے گا نہیں" اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ "جب بندہ جھوٹی بات کرنے پر قدرت رکھتا ہے، تو اللہ تعالےٰ کو بھی یہ قدرت حاصل ہونی چاہیئے، ورنہ بندہ کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے گی"

حالانکہ امتِ مرحومہ کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ کذب (جھوٹ) نقص اور عیب ہے جبکہ اللہ تعالےٰ ہر عیب و نقص سے پاک اور مبرا ہے اور عیب اور نقص اللہ تعالےٰ کے لئے محال ہے جبکہ بندہ کے لئے نقص و عیب محال نہیں۔

بندہ کی ایک نجدی مولوی سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہر برا فعل کر سکتا ہے۔ اور آگے اس نے تمام گناہ کبیرہ گنوا دیئے۔ جو میری زبان اور قلم ادا نہیں کر سکتی۔ میں نے صرف اتنا کہا کہ یہ تمام افعال جسم سے متعلق ہیں اور خداوند قدوس جسم سے پاک ہے تو پھر وہ یہ افعال کیونکر ادا کرے گا۔ تم نے تو خدا کو بندے کا درجہ دے دیا۔ اس کے برعکس ایک حلولی ہیں۔ جنہوں نے بندے کو خدا کا درجہ دے دیا۔ اسلام میں یہ افراط و تفریط قطعاً جائز نہیں۔

قارئین کرام! آپ نے علماء دیوبند کی چند ایسی گستاخانہ عبارات پڑھیں جس میں سے بعض کو علماء دیوبند نے بھی کفریہ عبارات لکھا ہے۔ بلکہ ان گستاخانہ عبارت کو سن کر ڈاکٹر علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا! "یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں۔ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا۔ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑنا چاہیئے۔" (عکس مکتوب از دعوتِ فکر صہ ۳۵)

جو بھی کلمہ گو خالی الذہن ہو کر ان عبارات کو پڑھے گا یقیناً ان سے بیزاری کا اظہار کرے گا۔ کیونکہ ان سے نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت ترین توہین ہوتی ہے۔ ایسی گستاخانہ عبارات کو صحیح سمجھنے والوں کے پاس اس غیر مسلم کے ذیل کے چیلنج کا کیا جواب ہے؟

Marfat.com

نقل کفر کفر نباشد

عیسائی بنام وہابی (دیوبندی)

پادری ولیم مسیح سیالکوٹی نے ایک اشتہار شائع کیا ہے۔ جس میں بعنوان

"مسلمانو جواب دو"

دیوبندی وہابی مکتبِ فکر کے علماء کو بدیں الفاظ چیلنج کیا ہے۔ کہ "تمہارے علماء مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی اپنے تصانیف میں لکھتے ہیں ● "محمد صاحب مرکر مٹی میں ملنے والے ہیں" کتاب تقویۃ الایمان ص۵۲

● "محمد کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" (تقویۃ الایمان ص۵۰)

● "محمد جیسا علم زید بکر بچوں اور پاگلوں کو بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے" (حفظ الایمان ص۸ اشرف علی تھانوی)

● مسلمانو۔ جب تمہارے نبی مرکر مٹی میں مل گئے۔ جب تمہارے نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تمہارے نبی کا علم بچوں اور پاگلوں جیسا ہے ● تو ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو۔ کیونکہ تمہارے مسلمانوں کے قرآن سے ثابت ہے کہ ● ہمارے نبی حضرت عیسیٰ مسیح آسمانوں میں زندہ موجود ہیں ● اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح اندھوں کو بینائی بخشتے کوڑھوں کو تندرستی بخشتے مردوں کو زندہ کرتے تھے ● اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح نے اپنی ماں کی گود میں اپنے نبی ہونے اور کتاب ملنے کا بتایا اور اپنی ماں کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا ● اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے۔ اسلئے آؤ اے مسلمانو ہمارے نبی عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو جو زندہ با اختیار اور علم والے ہیں ورنہ مردہ بے اختیار بے علم نبی پر تمہارا ایمان رکھنا بے سود ہے اور تم کافر ہی رہوگے" (ہمانب ولیم مسیح سیالکوٹ)

اب اسی سلسلہ میں عامر عثمانی کا مشورہ علماء دیوبند کو، ملاحظہ ہو:

ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے یہ کہ یا تو تقویۃ الایمان اور فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ امدادیہ اور بہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ دے دی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان

Marfat.com

کے مندرجات قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ارواح ثلاثہ اور سوانح قاسمی اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہئیں یا پھر ان موخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد وہی ہیں جو اول الذکر کتابوں میں درج ہیں۔ (تجلی ڈاک نمبر)

آخر میں ایک تازہ فتویٰ ملاحظہ ہو۔ جو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس منعقدہ دار العلوم حزب الاحناف ۱۲ اپریل ۱۹۸۴ء کے جواب میں مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۸۴ء کو مولوی محمد مالک کاندھلوی، مولوی عبید اللہ صاحب انور، مولوی محمد اجمل خاں صاحب نے ایک پریس کانفرنس میں دیا کہ " ہرگز کوئی معمولی مسلمان بھی رسالت کی توہین نہیں کر سکتا۔ ہم سب کے نزدیک تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقد انور کی زمین جو جسم اطہر سے متصل ہے عرش و کرسی سے افضل ہے اور ہمارا اور ہمارے مشائخ دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اللہ تعالیٰ کے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ جملہ انبیاء و رسل کے سردار و خاتم ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خاتم انبیاء و افضل الرسل کا درجہ تو بہت اعلیٰ ہے۔ ہمارے تمام علماء دیوبند کے عقیدہ میں حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کسی نبی یا ان کی رسالت کی توہین کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (نوائے وقت ۲۰ اپریل ۱۹۸۴ء بروز جمعہ)

اس فتوے کی روشنی میں دیوبندی علماء کی پریس کانفرنس والوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ آپ کا فتوےٰ صحیح ہے یا آپ کے اکابرین کی مندرجہ بالا عبارات؟

یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ان میں سے ایک کو چھوڑنا ہوگا۔

آپ جناب سے اپیل ہے کہ آپ ان کفریہ اور توہین آمیز عبارات کو کتابوں سے نکال باہر پھینکیں جو تفرقہ کا باعث بنیں یا کم از کم جس طرح تم لوگوں نے یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس کے بارے اپنی پریس کانفرنس میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس طرح اپنی کتابوں سے نفرت و بیزاری کا برملا اعلان کریں۔

تو اتحاد کی صورت ممکن ہے۔

Marfat.com

ہمارے ملکی و مذہبی حالات اب مزید اجازت نہیں دیتے کہ اس امت کی کشتی کو سمندر کے تھپیڑوں کے سپرد کرتے چلے جائیں۔ بلکہ علماء کا فرض ہے کہ اس کشتی کو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا کے مصداق طوفان سے نکال کر ساحل پر لگانے کی کوشش کریں۔

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

اللہ تعالےٰ اُمتِ مسلمہ کو الحاد و نفاق کی بجائے اتحاد و اتفاق کی دولت سے مالا مال کرے۔

یہاں ایک بات کہتے چلا جاؤں کہ ہم پنجگانہ نماز کی ہر رکعت میں کئی دفعہ پڑھتے ہیں " اے اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام فرمایا " اور فرمایا باری تعالےٰ نے "انعام یافتہ لوگ نبی، صدیق، شہید اور صالحین (اولیاء کرام) ہیں "

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اسی سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ جس پر نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و صحابہ کبارؓ و آل اطہار اور اولیا کرام چلے آئے ہیں اور ہم سب کو اسی پرانے مسلک حقہ پر قائم دائم رکھے اور دنیا میں انہیں حضرات کی معیت نصیب ہو اور قیامت میں نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ حشر نشر ہو۔ وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین!

یکے از سگانِ آلِ اطہار و صحابہ کبار

فقیر ابوالامام نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

۲۲ رجب دی الثانی ۱۴۰۵ھ — ۱ شمس سٹریٹ۔ ۱۴۔ سعدی پارک۔ مزنگ۔ لاہور

ابوالامام حاجی نواب الدین کی تصانیف

۱۔ **گلدستہ عقیدت** اس کتاب میں نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت معجزات کی روشنی میں دیا گیا ہے اور علماء دیوبند و اہلحدیث کے مکاشفات بطور کرامات بیان کئے گئے ہیں۔ ہر مکتب فکر کے لئے یکساں مفید ہے۔ ہدیہ : ۵ روپے

۲۔ **عقائد سنیہ مہریہ** اس کتاب میں عقائدِ حقہ اہل سنت وجماعت حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہٗ کی تحریرات سے جمع کئے گئے ہیں۔ اور تمام اختلافی مسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل کیا گیا ہے۔ ہدیہ : ۴ روپے

۳۔ **موازنہ تراجم قرآن** اس کتاب میں مختلف مکاتیب فکر کے اردو تراجم کا موازنہ اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ صرف یہی ایک ترجمہ ہے جو قرآن کے مفہوم کو کما حقہٗ بیان کرتا ہے اور اس میں حفظِ مراتب کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اب مزید اضافہ کے ساتھ پانچواں ایڈیشن حاضر خدمت ہے۔ ہدیہ: ۷ روپے

۴۔ **روپ بہروپ** اس کتاب میں منافقین کا کردار غزوات میں" بیان کیا گیا ہے اور ان کے نفاق کا پردہ چاک کیا گیا ہے جو وہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کرتے رہے۔ اور ان منافقین کی چودہ سو سالہ تاریخ کی نقاب کشائی کی گئی ہے اور ان کے تمام چہروں سے پردہ ہٹایا گیا ہے۔
ہدیہ : ۶/ روپے

۵۔ **دو رخی** اس کتاب میں علماء دیوبند کی متضاد عبارات بلا تبصرہ پیش کی گئی ہیں۔ اور ان کی دو رنگی پالیسی کو عیاں کیا گیا ہے۔ ایک عالم جس عقیدے کو شرک قرار دیتا ہے۔ دوسرا اسی کو عین توحید۔ ایک عالم جس عقیدے کو کفر قرار دیتا ہے دوسرا اسی کو عین اسلام۔ اسی طرح ایک عالم ایک عمل کو بدعت کہتا ہے تو دوسرا اس کو عین ایمان جانتا ہے۔ یہ کتاب بہت معلوماتی ہے۔ اس میں ان کے عقائد و اعمال کا خوب پول کھولا گیا ہے۔ مقررین حضرات کے لئے خزینہ بے بہا ہے۔ ہدیہ ۵/

۶۔ **صراط مستقیم** اس میں تبلیغی جماعت کے طریقہ کار کو خلاف سنت اور علمائے دیوبند کے قلم سے بدعت ضلالہ ثابت کیا گیا ہے۔ ہدیہ : ۶ روپے

۷۔ **نوری البشر** اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کو کتاب وسنت، آثار اور علمائے دیوبند کی تحریرات سے نور ثابت کیا گیا ہے۔ ہدیہ ۶ روپے

Marfat.com

۸۔ فتنہ خارجیت
اس کتاب میں حامیان یزید کی مکاری و عیاری بیان کی گئی اور ان کی اصل شکل واضح کی گئی ہے یعنی خارجیت۔ ہدیہ : ۳ روپے

۹۔ فتنہ یزیدیت
اس کتاب میں نام نہاد محققین کے نظریات کا رد کتاب وسنت سے کیا گیا ہے اور امام عالیمقام کا مقام عند اللہ و عند الرسول بیان کیا گیا ہے۔ اور یزید پلید کا کردار اور انجام بیان کیا گیا ہے۔ ہدیہ : ۸ روپے

۱۰۔ فتنہ ناصبیت
اس کتاب میں کراچی کی نام نہاد مجلس عثمان کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور ان کا حب عثمان میں بغض علی و صحابہ کا بیان ہے۔ ہدیہ : ۳ روپے

۱۱۔ فتنہ نجدیت
قرن شیطان یعنی شیخ نجدی کا کردار اور اس کے رد افکار و نظریات قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہدیہ : ۸ روپے

۱۲۔ فتنہ معتزلہ
اس تالیف میں ابن تیمیہ کا کردار اس کے عقائد باطلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے عقائد و اعمال میں بدعت سیئہ کی بنیاد ڈالی۔ ہدیہ : ۵ روپے

۱۳۔ فتنہ وہابیت
اس تصنیف میں برصغیر پاک و ہند میں وہابیت کی آمد اور اس کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور غیر مقلدین کے عقائد بیان کئے گئے ہیں۔ ہدیہ : ۸ روپے

۱۴۔ فتنہ دیوبندیت
اس کتاب میں مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کا اثر دیوبندی حضرات پر جس کے نتیجہ میں عقائد کے معاملہ میں ان کی دورنگی واضح کی گئی ہے۔ (زیر طبع)

۱۵۔ فتنہ مودودیت
اس میں مودودی صاحب کے وہ افکار و نظریات بیان کئے گئے ہیں جو سراسر اسلام کے خلاف ہیں اور تفسیر تفہیم القرآن کی حقیقت بیان کی گئی ہے جو صحیحاً تفسیر بالرائے ہے۔ ہدیہ : ۳ روپے

۱۶۔ میں تم سے بڑا وہابی ہوں
اس کتابچہ میں وہابیت کی اصل شکل دیوبندی آئینہ میں دکھائی گئی ہے۔ ہدیہ : -/۱ روپے

۱۷۔ وہابیوں کی سیاسی عیاری
اس کتابچہ میں دیوبندیوں کی اس مہم کا بیان ہے جو آج کل وہ پاکستان کی تاریخ کو مسخ کرنے کے سلسلہ میں چلا رہے ہیں۔ ہدیہ -/۱ روپے

۱۸۔ تحریک پاکستان اور دیوبندیوں کا کردار
جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ دیوبندیوں نے پاکستان کے بننے کی مخالفت کی اور ہندوؤں کے گٹھ جوڑ میں شریک ہو کر اکھنڈ بھارت کا مطالبہ کیا۔ ہدیہ : ۶ روپے

۱۹۔ فرقہ بندی کا سبب
جس میں علماء دیوبندی کی وہ عبارات معہ تبصرہ بیان کی گئی ہیں جو تفرقہ کا سبب بنیں۔ ہدیہ

۲۰۔ اتحاد کی صورت
اس کتاب میں وہ صورت بیان کی گئی ہے جو دیوبندیوں اور بریلویوں میں اتحاد پیدا کر سکتی ہے۔ ہدیہ : =/۸ روپے

ملنے کا پتا: مکتبہ غوثیہ ا۔ شمس سٹریٹ۔ ۱۶۔ سعدی پارک مزنگ لاہور

Marfat.com

۸۔ فتنہ خارجیت — اس کتاب میں حامیان یزید کی مکاری و عیاری بیان کی گئی اور ان کی اصل شکل واضح کی گئی ہے یعنی خارجیت۔ ہدیہ: ۲ روپے

۹۔ فتنہ یزیدیت — اس کتاب میں نام نہاد محققین کے نظریات کا رد کتاب و سنت سے کیا گیا ہے اور امام عالیمقام کا مقام عند اللہ و عند الرسول بیان کیا گیا ہے۔ اور یزید پلید کا کردار اور انجام بیان کیا گیا ہے۔ ہدیہ: ۸ روپے

۱۰۔ فتنہ ناصبیت — اس کتاب میں کراچی کی نام نہاد مجلس عثمان کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور ان کا حبّ عثمان میں بغض علی و صحابہ کا بیان ہے۔ ہدیہ: ۲ روپے

۱۱۔ فتنہ نجدیت — قرن شیطان یعنی شیخ نجدی کا کردار اور اس کے ردّ افکار و نظریات قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہدیہ: ۸ روپے

۱۲۔ فتنہ معتزلہ — اس تالیف میں ابن تیمیہ کا کردار اس کے عقائد باطلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے عقائد و اعمال میں بدعت سیئہ کی بنیاد ڈالی۔ ہدیہ: ۵ روپے

۱۳۔ فتنہ وہابیت — اس تصنیف میں برصغیر پاک و ہند میں وہابیت کی آمد اور اس کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور غیر مقلدین کے عقائد بیان کئے گئے ہیں۔ ہدیہ: ۸ روپے

۱۴۔ فتنہ دیوبندیت — اس کتاب میں مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کا اثر دیوبندی حضرات پر جس کے نتیجہ میں عقائد کے معاملہ میں ان کی دورنگی واضح کی گئی ہے۔ (زیر طبع)

۱۵۔ فتنہ مودودیت — اس میں مودودی صاحب کے وہ افکار و نظریات بیان کئے گئے ہیں جو سراسر اسلام کے خلاف ہیں اور تفسیر تفہیم القرآن کی حقیقت بیان کی گئی ہے جو صریحاً تفسیر بالرائے ہے۔ ہدیہ: ۳ روپے

۱۶۔ میں تم سے بڑا وہابی ہوں — اس کتابچہ میں وہابیت کی اصل شکل دیوبندی آئینہ میں دکھائی گئی ہے۔ ہدیہ: -/۱ روپے

۱۷۔ وہابیوں کی سیاسی عیاری — اس کتابچہ میں دیوبندیوں کی اس مہم کا بیان ہے جو آج کل وہ پاکستان کی تاریخ کو مسخ کرنے کے سلسلہ میں چلا رہے ہیں۔ ہدیہ -/۱ روپے

۱۸۔ تحریک پاکستان اور دیوبندیوں کا کردار — جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ دیوبندیوں نے پاکستان کے بننے کی مخالفت کی اور ہندوؤں کے گٹھ جوڑ میں شریک ہو کر اکھنڈ بھارت کا مطالبہ کیا۔ ہدیہ: ۶ روپے

۱۹۔ فرقہ بندی کا سبب — جس میں علماء دیوبندی کی وہ عبارات مع تبصرہ بیان کی گئی ہیں جو تفرقہ کا سبب بنیں۔ ہدیہ -/۱

۲۰۔ اتحاد کی صورت — اس کتاب میں وہ صورت بیان کی گئی ہے جو دیوبندیوں اور بریلویوں میں اتحاد پیدا کر سکتی ہے۔ ہدیہ: =/۸ روپے

ملنے کا پتا: مکتبہ غوثیہ ۱۔ شمس سٹریٹ۔ ۱۶۔ سعدی پارک مزنگ، لاہور

Marfat.com

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور فرقہ بندی نہ کرو

اتحاد کی صورت

۱۲۰

جس میں

علماء دیوبند کی وہ گستاخانہ وکفریہ عبارات معہ اصل فوٹو کے درج کی گئی ہیں۔ جو تفرقہ کا باعث بنیں۔ اگر ان عبارات کو کتابوں سے حذف کر دیا جائے تو اتحاد کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

مرتب

ابوالامام حاجی نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

مکتبہ غوثیہ - ا شمس سٹریٹ ۱۶ - اسعدی پارک مزنگ لاہور

ہدیہ : =/۸ روپے

Marfat.com